رجسٹرڈ ایل نمبر ۴۳۵

ان الفضل بید اللہ یؤتیہ من یشاء ۔ عسی ان یبعثک ربک مقاما محمودا

تار کا پتہ الفضل قادیان

THE ALFAZL
QADIAN

اخبار الفضل قادیان
ہفتہ میں دو بار
فی پرچہ ۱؎

ایڈیٹر غلام نبی

قیمت سالانہ پیشگی ۶؎ ششماہی ۳؎ سہ ماہی ۲؎

جماعت احمدیہ کا یہ آرگن جسے ۱۹۱۳ء میں حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ نے اپنی ادارت میں جاری فرمایا

| نمبر ۴۱ | مورخہ ۱۸ نومبر ۱۹۲۷ء | یوم جمعہ | مطابق ۲۲ جمادی الاول ۱۳۴۶ھ | جلد ۱۵ |
|---|---|---|---|---|


# مدینۃ المسیح

حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ بنصرہ کی طبیعت خدا کے فضل سے اچھی ہے۔ حضور روزانہ درس قرآن کریم دیتے ہیں ✤

خاندان حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام میں بفضل ایزدی خیر و عافیت ہے ✤

انسپکٹر صاحب مدارس نے ۱۰ ماہ حال کو تعلیم الاسلام ہائی سکول کا معائنہ کیا ✤

جناب مولوی ذوالفقار علی خاں صاحب ناظر اعلیٰ چند یوم کے لئے اپنے وطن تشریف لے گئے ہیں۔ اور نظارت اعلیٰ کے فرائض جناب مولانا شیر علی صاحب سر انجام دے رہے ہیں ✤

# رائل کمیشن کے متعلق حضرت امام جماعت احمدیہ کی رائے

حکومت برطانیہ نے معاملات ہند کی تحقیقات اور اہل ہند کے سیاسی حقوق کے متعلق رپورٹ پیش کرنے کے لئے جو شاہی کمیشن مقرر کیا ہے۔ اور جس کے خلاف ہندو بڑے زور شور سے آواز اٹھا رہے ہے اور مسلمانوں کو بھی ایسا ہی کرنے کی دعوت دے رہے ہیں اس کے متعلق مسلمانان ہند کی راہ نمائی کے لئے حضرت امام جماعت احمدیہ ایدہ اللہ تعالیٰ عنقریب اپنی رائے کا اظہار فرمائیں گے۔ برادران اسلام کو نہایت غور و فکر سے اس کا مطالعہ کرنا چاہیئے۔ اور دوسروں کے اشتعال میں آکر کوئی ایسی بات نہیں کرنی چاہیئے۔ جس سے ان کے سیاسی حقوق خطرہ میں پڑ جائیں۔ اور پھر سوائے ہاتھ ملنے کے انہیں کچھ حاصل نہ ہو ✤

# جناب مفتی محمد صادق صاحب سیلون میں

جب سے مفتی صاحب آئے ہیں۔ لیکچروں کا سلسلہ برابر جاری ہے۔ اور علاوہ لیکچروں کے لوگ کثرت سے مکان پر آتے رہتے ہیں۔ یا اپنے ہاں دعوت دیکر بلاتے ہیں اور ساتھ ہی دیگر معززین شہر اور علماء کو بلاتے ہیں۔ اور گھنٹوں گفتگو ہوتی رہتی ہے۔ صبح سے شام تک مفتی صاحب تبلیغ میں مصروف رہتے ہیں۔ آپ کے ساتھ یہ راقم اور دیگر احمدی بھی اپنی فرصت اور موقع کے مطابق شامل رہتے ہیں۔ اکثر لیکچر اور گفتگو انگریزی میں ہوتی ہے۔ کیونکہ اس جزیرہ میں انگریزی سمجھنے اور بولنے والوں کی تعداد بہت ہی ہے۔ جب کوئی عالم آجاتا ہے۔ اس کے ساتھ عربی میں گفتگو کرتے ہیں۔ اور جب ایسے لوگ آجاتے ہیں۔ جو صرف تامل اور سنگلی زبانیں جانتے ہیں۔ تب گفتگو اور لیکچر کے وقت ایک ترجمان ساتھ کھڑا کیا جاتا ہے۔ کئی ایک معزز غیر احمدی سلسلہ کے بہت قریب ہو گئے ہیں۔ اور بہت مداح ہیں۔ اور سوائے ابتدائی لیکچروں کے اکثر لیکچروں کا انتظام وہی معززین اپنے خرچ سے کرتے رہے ہیں۔ ہال کا کرایہ اور اشتہار وغیرہ کا خرچ سب وہی ادا کر رہے ہیں۔ اور ان کی خواہش ہے کہ مفتی صاحب یہاں کم از کم ایک ماہ اور قیام کریں۔ ان کے تمام اخراجات اور لیکچروں کے تمام اخراجات وہی برداشت کرتے رہیں گے۔ یہاں ایک لیکچر پر قریباً ساٹھ روپے خرچ ہوتا ہے۔ حضرت مفتی صاحب اپنے لیکچروں میں تائید اسلام اور صداقت اسلام کے علاوہ اختلافی مسائل دعویٰ مسیح موعود مسئلہ نبوت وفات مسیح ان تمام پر بھی روشنی ڈالدیتے ہیں اور اپنے عقائد کو وضاحت کے ساتھ بیان کر دیتے ہیں جنٹ بٹی ہال کے لیکچر میں جو ترجمان کے ذریعہ سے تامل میں دیا گیا اور جس کے صدر مسٹر برہان ایک وکیل تھے۔ اس میں ایک اہل حدیث صاحب کو ان کی درخواست پر سوال کرنے کی اجازت دی گئی۔ اس صاحب نے فرمایا۔ یہ غلط ہے۔ کہ مسیح مر گیا۔ بلکہ قرآن شریف میں بہت سی آیات ہیں جن میں لکھا ہے۔ کہ حضرت عیسیٰ زندہ آسمان پر ہے۔ ان کے جواب میں مفتی صاحب نے فرمایا۔ مولوی صاحب تو کہتے ہیں۔ بہت سی آیات ہیں۔ اگر وہ ایک ایسی آیت دکھادیں جس میں یہ لکھا ہو۔ کہ عیسیٰ حی فی السّماء۔ یہ الفاظ ہی دکھادیں۔ تو میں اسی مجلس میں مولوی صاحب کو فی لفظ ایک سو روپیہ کے حساب سے مبلغ تین سو روپے انعام دونگا اس پر لوگوں نے بہت سے چیرز کئے۔ اور سب مولوی صاحب کی طرف دیکھنے لگے۔ کہ اب تین سو روپے انعام لیں گے۔ مگر مولوی صاحب چپ ہو کر بیٹھ گئے۔ پھر ایک اور صاحب اٹھے۔ جو کہنے لگے۔ اگر حضرت عیسیٰ آسمان پر نہیں تو ان کی قبر دکھاؤ۔ مفتی صاحب نے کہا آپ کے دادا کا دادا زندہ ہے۔ یا مر گیا۔ اگر مر گیا تو اس کی قبر دکھاؤ۔ ورنہ وہ بھی کہا جائے گا۔ کہ آسمان پر ہے۔ یہ سن کر وہ صاحب بھی چپ ہو کر بیٹھ گئے۔ اور سامعین پر اچھا اثر ہوا۔

کولمبو کے ایک معزز مسلمان نے اپنے مکان پر حضرت مفتی صاحب اور چند دیگر احمدیوں کو کھانے پر بلایا کھانے کے بعد حضرت مفتی صاحب نے عربی میں تقریر کی۔ کیونکہ وہ علماء انگریزی یا اردو نہ جانتے تھے۔ اور بعض حصوں کو انگریزی میں بیان کیا۔ جن کا ترجمہ تامل زبان میں آنریبل عبدالقادر صاحب بیرسٹر نے کیا۔ علماء نے اقرار کیا کہ اس پر کسی اعتراض کی گنجائش نہیں۔

غرض سیلون میں ایک ہلچل مچ گئی ہے۔ آج ۶ر نومبر شام کو مفتی صاحب یہاں سے رخصت ہو کر مالابار کو جا رہے ہیں۔

(خاکسار۔ اے۔ پی محمد ابراہیم عفی اللہ عنہ پیش امام کولمبو)

# اخبار احمدیہ

## کارخانہ تلوار کے متعلق حضرت خلیفۃ المسیح کی سفارش

حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ بنصرہ العزیز نے خاکسار کو ارشاد فرمایا ہے کہ حضور کی طرف سے اخبار میں اے جے فضل احمد اینڈ سنز بھیرہ ضلع شاہپور کے متعلق یہ سطور شائع کرا دوں۔

"یہ خاندان ایک مقدمہ میں جو محض احمدیت کی وجہ سے تھا تکلیف اٹھا چکا ہے۔ چونکہ گورنمنٹ نے اب انکم ٹیکس ادا کرنے والوں اور پچاس یا اس سے زیادہ مالیہ دینے والوں کو تلوار رکھنے کی اجازت دی ہے۔ اور یہ بہت عمدہ تلوار بناتے ہیں۔ اور بڑے بڑے انگریز ان کے کارخانہ پر خوش رہتے ہیں۔ ہماری جماعت کے دوست جن کو مذکورہ بالا قاعدہ کی وجہ سے تلوار کی اجازت ہو اگر ان سے تلوار خریدیں تو پھر ہم خرما و ہم ثواب ہوگا۔ والسلام"

خاکسار یوسف علی پرائیویٹ سیکرٹری حضرت خلیفۃ المسیح ثانی

## جناب مفتی صاحب کی سیلون سے واپسی

عاجز آج ۶ر نومبر سیلون سے واپس ہندوستان جاتا ہے حسب الحکم حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ جو مجھے بذریعہ تار ملا ہے۔ مینے مالابار۔ بنگلور۔ کلکتہ۔ بھاگلپور مونگیر۔ پٹنہ اور الہ آباد میں واپسی پر لیکچر دینے ہیں۔ اور ممکن ہے۔ اس عرصہ میں کہیں اور قیام کا بھی حکم آجائے۔ اس صورت میں عاجز بمشکل ۱۵ر دسمبر کے قریب دارالامان پہنچ سکیگا۔ سیلون میں اس کثرت سے انگریزی لیکچر ہوئے کہ انگریزی میں لیکچر دینے کی مشق پھر تازہ ہو گئی۔ ایک معزز شخص داخل سلسلہ ہوا اور بہت قریب آرہے ہیں۔ محمد صادق

## جگراؤں میں لیکچر

انجمن ترقی اسلام جگراؤں کی خواہش پر حافظ جمال احمد صاحب ۳۱ر اکتوبر کو جگراؤں تشریف لائے۔ جن کا پہلا اور دوسرا لیکچر چھوت چھات پر مسلمان پبلک جگراؤں نے کمال دلچسپی سے سنا۔ تیسرا لیکچر فضائل اسلام پر اور چوتھا مسلمانوں کی عملی حالت کے سنوارنے اور نماز روزہ کی فلاسفی اور ان پر عمل کرنے کے طریقہ پر تھا۔ ہر چہار لیکچر بڑے کامیاب ہوئے۔ اور مسلمان پبلک نے نہایت توجہ و دلچسپی سے سنے لیکچروں کے وقت لیکچر گاہ تک پچاس ساٹھ رضاکاروں کا کور حافظ صاحب کو لیجاتا رہا۔ اور فرودگاہ تک بڑے شوق سے پہنچاتا رہا۔ لیکچر خدا کے فضل سے نہایت کامیاب ہوئے اور مسلمان پبلک نے اچھا اثر قبول کیا۔ فتح محمد سیکرٹری انجمن مذکور جگراؤں

## رائیکوٹ میں لیکچر

حافظ جمال احمد صاحب مبلغ سلسلہ احمدیہ ۵ر نومبر ۱۹۲۷ء کو قصبہ ہذا میں تشریف لائے۔ اول رات کو ان کا ایک لیکچر فضیلت اسلام پر راؤ عنایت محمد خاں صاحب رئیس قصبہ کے مکان پر ہوا۔ حاضرین کی تعداد کافی تھی۔ جس میں مسلمانوں کے علاوہ عیسائی اور ہندو بھی موجود تھے۔ لیکچر مذکور کو عام طور پر لوگوں نے پسند کیا۔

۶ر نومبر کی رات کو ایک لیکچر مسجد راؤتاں میں بصدارت صوبیدار محمد افضل خاں صاحب چھوت چھات کے مضمون پر ہوا مسلمانوں کو ہندوؤں سے چھوت چھات نہ کرنے کے نقصانات دور کرنے کے فوائد بتلائے گئے۔

۷ر نومبر کو مسلمانوں کے اصرار سے پھر اس جگہ لیکچر ہوا جس میں چھوت چھات کے علاوہ سکھوں سے مسلمانوں کے تعلقات اور اچھوت اقوام کو ہدایت کی گئی۔ آخر میں مسلمانوں کو نماز باجماعت کے پابند ہونے کیلئے توجہ دلائی گئی۔ مذکورہ بالا ہر دو لیکچر ز بھی ٹ سامعین نے بڑی دلچسپی سے سنے خاکسار محمد حسن خاں سکرٹری جماعت احمدیہ رائیکوٹ

## مترجم قرآن مجید

منشی محمد فخرالدین صاحب مہتمم کتاب گھر قادیان نے جو قرآن مجید مترجم چھپوانا شروع کیا ہے۔ اور جس کا پہلا پارہ شائع ہو چکا ہے اس کے متعلق معلوم ہوا ہے کہ ماہ حال کے آخر تک مکمل چھپکر تیار ہو جائیگا ہمیں اطمینان دلایا گیا ہے کہ لکھائی چھپائی بہت عمدہ ہوگی۔ کاغذ بھی اچھا لگایا جائیگا۔ احباب اس کا شوق کے ساتھ انتظار کریں۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

# الفضل

قادیان دارالامان مورخہ ۱۸ نومبر ۱۹۲۷ء

# یورپ میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی توقیر کا تحفظ

## جناب امام صاحب مسجد احمدیہ لنڈن کی مساعی جمیلہ

## ممبران پارلیمنٹ کے ہمدردانہ خطوط

امام صاحب مسجد احمدیہ لنڈن جناب مولوی عبدالرحیم صاحب درد ایم - اے نے اس رسوائے عالم اور ننگ انسانیت کتاب کے متعلق جو رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے خلاف نہایت ناپاک اور گندے طریق سے ولایت میں مسٹر ڈبل ہی کی طرف سے شائع کی گئی ہے - اور جسے گورنمنٹ ہند نے عقلمندی اور دوراندیشی سے کام لیتے ہوئے فوراً قابل ضبطی قرار دے دیا - لنڈن میں جو آواز بلند کی - اور جس خوش اسلوبی سے اس کے متعلق تمام دنیا کے مسلمانوں کے جذبات اور احساسات کی ترجمانی ایوان حکومت میں کی - وہ خدا تعالےٰ کے فضل و کرم سے نہایت مؤثر ثابت ہو رہی ہے - جناب مولوی صاحب موصوف نے ایک نہایت مفصل اور مدلل مکتوب کے ذریعہ حکومت برطانیہ کے وزیر داخلہ کو اس دل آزار اور شر انگیز کتاب کی طرف توجہ دلائی تھی - اس کا ذکر الفضل کے ایک گذشتہ پرچہ میں تفصیل کے ساتھ کیا جا چکا ہے - علاوہ ازیں آپ نے بعض سربرآوردہ ممبران پارلیمنٹ کو بھی اس مکتوب کی نقل بھیجکر مؤثر پیرایہ میں لکھا تھا - کہ وہ اس قسم کی فتنہ انگیز اور کروڑوں انسانوں کے مقدس جذبات کو صدمہ پہنچانے والی کتابوں کی اشاعت کے خلاف جس قدر امداد دے سکتے ہیں - دیں ٭

خوشی کی بات ہے کہ جناب مولوی عبدالرحیم صاحب ایم - اے کے توجہ دلانے پر اور ان کی چٹھی بنام وزیر داخلہ انگلستان کے مطالب سے آگاہ ہو کر پارلیمنٹ کے کئی ایک برآوردہ ممبروں نے جناب مولوی صاحب موصوف کو جو جواب ارسال کئے ہیں - اور جن میں سے چند ایک ولائت کی تازہ ڈاک سے ہمارے پاس پہونچے ہیں - وہ بہت حوصلہ افزا ہیں - ان میں اس دل آزار کتاب کے خلاف سخت نفرت و حقارت کا اظہار کرتے ہوئے اور مسلمانوں کے جذبات اور احساسات سے پوری ہمدردی بیان کرتے ہوئے ہر ممکن امداد دینے کا وعدہ کیا گیا ہے ٭

ذیل میں ہم پہلے اس خط کا ترجمہ دیتے ہیں - جو ہوم آفس کی طرف سے جناب مولوی عبدالرحیم صاحب درد ایم - اے کو ان کے مکتوب کے جواب میں موصول ہوا اور اس کے بعد ممبران پارلیمنٹ کے خطوط کے تراجم درج کئے جاتے ہیں ٭

### ہوم آفس کا جواب

حکومت برطانیہ کے وزیر داخلہ مولوی صاحب کی چٹھی کے جواب میں لکھتے ہیں :-

جناب - مجھے وزیر داخلہ نے آپ کے چھ ماہ اکتوبر کے خط کی رسید کی ہدایت فرمائی ہے - جس کے اندر آپ نے ایک کتاب بنام محمدؐ کے متعلق لکھا ہے - جناب ہوم سیکرٹری صاحب نے فرمایا ہے - کہ معاملہ ہذا پر وہ مناسب توجہ فرمائینگے ٭

### مسٹر ہوم ممبر پارلیمنٹ کا خط

جناب موصوف تحریر فرماتے ہیں :-

پیارے مسٹر درد ! مجھے آپ کا ۶ ماہ اکتوبر کا خط ملا - جس کے ساتھ آپ نے وہ چٹھی منسلک کی ہے جو کہ وزیر داخلہ کے نام بھیجی گئی ہے - یقیناً ان اقتباسات کو پڑھنے سے (جو آپ نے نقل کئے ہیں) مجھے بہت ہی صدمہ ہوا ہے - ہوس آف کامنز اگلے مہینے کھلے گا - اور میں پورے وثوق سے کہتا ہوں کہ ہمارے کروڑوں مسلمان بھائیوں کے صدمہ رسیدہ جذبات کا اس وقت ضرور ذکر کیا جائے گا ٭

### مسٹر کوپر راکس ممبر پارلیمنٹ کا مکتوب

مسٹر موصوف تحریر فرماتے ہیں :-

مجھے آپ کا چھ ماہ اکتوبر کا خط ملا - میں نہیں سمجھ سکا - کہ میں کس طرح آپ کی مدد کر سکتا ہوں - چونکہ حکومت کا پروگرام مقرر ہو چکا ہے - اس لئے میں نہیں سمجھتا - کہ ایک پرائیویٹ ممبر کی طرف سے کوئی بل پیش کرنا مفید ہو سکتا ہے - دیانتداری سے کہتے ہوئے میں آپ کو زیادہ کامیابی کی امید نہیں دلا سکتا - تاہم میں ہوس میں ایک سوال کروں گا -

میں خوب سمجھتا ہوں - کہ اس غیر معمولی دل آزار کتاب کی اشاعت پر مسلمانوں کے دل کس قدر مجروح ہوئے ہونگے - اور مجھے یقین ہے کہ وزیر داخلہ بھی اس معاملہ کو اس روشنی میں دیکھینگے - اگر ان کے لئے کچھ ممکن ہوا - اگرچہ مجھے شبہ ہے - کہ ایسا ہو سکے - تاہم مجھے یقین ہے - کہ جو کچھ ان کی طاقت میں ہوگا - وہ ضرور کرینگے ٭

### مسٹر وارڈ لاطن ممبر پارلیمنٹ کی طرف سے جواب

جناب من ! مسٹر وارڈ لاطن ایم - پی کو آپ کا ۱۲ اکتوبر کا خط مل گیا - وہ معاملہ مذکورہ کے متعلق ہوس آف کامنز میں سوال کرنے کے لئے پورے طور پر آمادہ ہیں - وہ اس کتاب کے دیکھنے کے لئے (جس کا آپ نے ذکر کیا ہے) کوشاں ہیں - مسٹر وارڈ لاطن کا قانون کی ترمیم کے متعلق یہ خیال ہے - کہ جب تک معقول وجوہ پیش نہ کئے جائیں کہ جرم کا تکرار ہوگا - اس کی ترمیم کے لئے اشتباہ ہے ٭

### مسٹر ہیری برٹن ممبر پارلیمنٹ کا خط

مسٹر موصوف لکھتے ہیں :-

ڈیر مسٹر درد۔ میں آپ کے اس خط کا شکریہ ادا کرتا ہوں۔ جو کہ مجھے انگلستان واپس آنے پر ملا ہے۔ چونکہ آپ نے معاملہ مذکورہ کے متعلق ہوم سیکرٹری صاحب سے خط وکتابت کی ہے۔ اس لئے ہوس آف کامنز کھلنے پر یا اس سے قبل ان سے بالمشافہ گفتگو کروں گا۔

## لفٹننٹ کرنل جیمز سی بی۔ ای کا خط

آپ تحریر فرماتے ہیں:۔
آپ کے خط کا شکریہ۔ میں آپ کے خیال کے ساتھ پورے طور پر ہمدردی رکھتا ہوں۔ اور بغیر کسی تامل کے اس کتاب کی اشاعت پر اظہار نفرت و تاسف کرتا ہوں مجھے شبہ ہے۔ کہ بغیر ایک معقول اور جائز تنقید بیچ کئے کوئی نیا قانون بن سکتا ہے۔ مذہبی مباحثات کی قسم کا لٹریچر اسی قسم میں شامل ہے۔ جس میں دوسرے جرم ہیں۔ اکثر دفعہ تنقیدیں اور الزامات جو کہ پہلے نہایت مضبوط اور ضروری ہوتے ہیں۔ بعد میں ایسے ثابت نہیں ہوتے۔ میرا خیال ہے۔ کہ موجودہ کتاب قانون کی گرفت میں ضرور آ سکتی ہے۔ کیونکہ اس کی تحریر امن کو برباد کرنے والی معلوم ہوتی ہے۔ اگر ایسا ہی ہے تو مصنف کو ضرور جواب دہی کرنی پڑیگی۔

## اے ورنن ڈیویز او۔ بی۔ ای۔ ایم پی کا خط

آپ تحریر فرماتے ہیں:۔
جناب من۔ مجھے آپ کا خط پڑھکر کتاب کی اشاعت کے متعلق بہت ہی رنج ہوا ہے۔ اور میں خوب سمجھتا ہوں کہ آپ کے ہم مذہب بھائیوں کے دلوں پر کس قدر تکلیف دہ اثر ہوا ہوگا۔ میرے خیال میں آپ مسٹر جے۔ ایس۔ وارڈ لاملن سر فرینکلنسن۔ اور مسٹر پلچر سے ملیں۔ یہ تینوں ہندوستان سے خوب واقف ہیں۔ جو بھی یہ کارروائی کریں گے۔ میں ان کی پورے طور پر تائید کروں گا۔

## ایل تھامپسن ایم۔ پی کا مکتوب

آپ تحریر فرماتے ہیں:۔
"آپ کا خط معہ ایک منسلک چٹھی کے مجھے یہاں ملا ہے۔ جبکہ میں پارلیمنٹری فرائض سے الگ ہو کر چند دن گذارنے کے لئے یہاں آیا ہوں۔ جس کتاب کا آپ نے ذکر کیا ہے۔ وہ تو میرے پاس نہیں۔ لیکن جو اقتباس آپ نے درج کئے ہیں۔ وہ یقیناً قابل نفرت ہیں۔ اس وقت میں یہ کہہ سکتا ہوں۔ کہ میرے لنڈن واپس پہنچنے پر میں اس پر پوری توجہ دونگا۔"

## مسٹر ڈبلیو۔ ٹی کیلے ایم پی کا خط

آپ تحریر فرماتے ہیں:۔
"مجھے آپ کا ۱۲ ماہ اکتوبر کا خط ملا۔ جس کے ساتھ آپ نے وہ چٹھی منسلک کی ہے۔ جو کہ آپ نے ایک کتاب کی اشاعت کے متعلق وزیر داخلہ کو لکھی ہے۔ اس کے جواب میں عرض ہے کہ جہاں تک میری طاقت میں ہوگا۔ ہوس آف کامنز کے کھلنے پر میں آپ کی پوری مدد کروں گا۔ اور دیکھوں گا آیا سوال یا کوئی دوسرا طریقہ اس غرض کے لئے مفید ہو سکتا ہے۔ یا نہیں۔"

## برگیڈیر جنرل سر جارج کے کاکرل سی بی ایم پی کا جواب

آپ تحریر فرماتے ہیں:۔
"جناب من! مجھے آپ کا خط معہ منسلکہ چٹھی بحرمت ہوم سیکرٹری ملا جس کتاب کا آپ نے ذکر کیا ہے۔ مجھے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ اس کا مصنف انگریزی زبان کی لطافت سے ناواقف ہے۔ میں نہیں خیال کرتا۔ کہ یہ کس شرارت کے خیال سے لکھی گئی ہے۔ میں امید کرتا ہوں۔ کہ اس فتنہ کا ازالہ کیا جائے گا۔

کوئی پڑھا لکھا انگریز اس توہین آمیز کتاب کو دیکھکر اظہار نفرت وحقارت کئے بغیر نہ رہیگا۔ چونکہ میں نے اپنے بچپن کے ایام بہت سے مسلمان دوستوں کے ساتھ گذارے ہیں۔ اس لئے مجھے آپ کے دکھ کا بہت ہی احساس ہے۔ اور مجھے آپ کے اس طبعی صدمہ میں آپ کے ساتھ ہمدردی ہے۔"

## سیکرٹری جنرل برڈوک کی طرف سے مکتوب

آپ تحریر فرماتے ہیں:۔
"جنرل برڈوک آجکل جنوبی افریقہ میں ہیں۔ لیکن ان کی واپسی پر میں آپ کا ۱۶ اکتوبر کا خط ان کی خدمت میں پیش کردوں گا۔ مجھے یقین ہے کہ وہ اس کے متعلق دلچسپی لیں گے۔"

جناب مولوی عبدالرحیم صاحب ایم۔ اے کے اس مکتوب کا جو انہوں نے حکومت برطانیہ کے وزیر داخلہ کی خدمت میں بھیجا۔ اور جس کا ذکر ان ممبران پارلیمنٹ نے جن کے خطوط اوپر درج کئے گئے ہیں۔ اپنے خطوط میں کیا ہے۔ اس کا ضروری مفاد ناظرین کی یاد کو تازہ کرنے کے لئے پھر بیان کردیا جاتا ہے۔

جناب مولوی صاحب موصوف نے آر۔ ایف ڈبل کی طرف سے شائع ہونے والی کتاب کے دل آزار فقرات کے متعلق مسلمانوں کے جذبات کا بہ تفصیل ذکر کرنے کے بعد لکھا تھا۔

"امن عامہ اور انصاف کے نام پر میں جناب سے درخواست کرتا ہوں۔ کہ اس کتاب کو ضبط کیا جائے۔ اور پھر تحقیق کرکے اس کے اصل مصنف کو معلوم کرکے اس کے خلاف قانونی کارروائی کی جائے۔ لیکن اگر یہ ناممکن ہو۔ تو مصنف کو مجبور کیا جائے۔ کہ وہ کھلے طور پر اس کے لئے معذرت کرے۔ جیسا کہ ۱۹۲۵ء میں "دی اسٹار" نے ایک کارٹون کے سلسلہ میں کیا تھا"۔

یہ تو اس کتاب کے متعلق مطالبہ تھا۔ لیکن آئندہ کے لئے اس قسم کی ناپاک کتابوں کی اشاعت مسدود کرنے کے لئے ایسا جامع قانون بنانے کی تحریک تھی۔ جس کے رو سے تمام مذاہب کے بانیوں اور بزرگوں کی عزت محفوظ رکھی جاسکے۔ اس کے ساتھ آپنے اس انگلش لا کا حوالہ دیا تھا۔ جس کے رو سے یسوع مسیح کے خلاف ہتک آمیز کلمات استعمال کرنا۔ یا کتاب مقدس پر تمسخر کرنا یا اس کے کسی جزو کی تحقیر کرنا ایسے جرم ہیں۔ جن کی سزا انگریزی عدالتوں میں جرمانہ۔ قید۔ اور بدنی سزا ہے۔

ظاہر ہے۔ کہ یہ دونوں مطالبے نہایت اہم اور ضروری ہیں۔ اور ان کے متعلق خدا تعالیٰ کی دی ہوئی توفیق سے جناب مولوی صاحب موصوف نے جو فضا پیدا کر دی ہے۔ اور جس کا پتہ مندرجہ بالا مکتوبات سے لگتا ہے۔ وہ ایک نہایت ہی عظیم الشان کارنامہ ہے۔ جس کے لئے تمام مسلمانوں کی طرف سے جناب مولوی صاحب موصوف شکریہ اور مبارکباد کے مستحق ہیں۔ خدا تعالیٰ ان کی ہمت اور کوشش میں برکت دے۔ اور ان کی مساعی کو اسلام اور مسلمانوں کے لئے مفید اور کار آمد بنائے۔ آمین۔

## پھانسی کے بعد زندہ ہوگیا!

وہ لوگ جو اس بات پر تعجب کیا کرتے ہیں۔ کہ حضرت مسیح علیہ السلام کو اگر صلیب پر چڑھایا گیا۔ تو وہ پھر اتارنے کے بعد زندہ کیونکر رہے۔ انہیں ہوانا کی وہ خبر پڑھنی چاہیئے۔ جو گذشتہ پرچہ میں شائع ہو چکی ہے۔ اور جس کا مفہوم یہ ہے کہ ایک آدمی کو پھانسی دی گئی لیکن جب اسے مردہ سمجھکر سٹریچر پر ڈالدیا گیا۔ تو تھوڑی دیر کے بعد وہ اٹھکر بھاگنے لگا۔ پہرہ داروں نے اسے چاروں طرف سے گھیر لیا۔ جن کا اس نے خوب مقابلہ کیا۔ اور دوبارہ برقی کرسی پر بٹھا کر اس کی جان لی گئی۔

جب پھانسی دیا ہوا ایک عام انسان زندہ رہ سکتا۔ اٹھکر بھاگ سکتا اور مقابلہ کرسکتا ہے۔ تو صلیب پر چند گھنٹے رہنے والا اور خدا کا برگزیدہ کیوں زندہ نہیں اتر سکتا۔ جبکہ صلیب پر فوراً جان نہیں نکل جایا کرتی۔ بلکہ کئی دن [illegible] سسک کر نکلتی تھی۔

## ہندوؤں کی طرف سے اتحاد کی مخالفت

اتحاد کانفرنس کلکتہ میں ہندو ممبروں کی بہت زیادہ اکثریت کے ہوتے ہوئے گائے اور باجا کے متعلق جو تجاویز پاس ہوئی ہیں۔ ان کے خلاف ڈاکٹر مونجے۔ پنڈت مالوی اور لالہ لاجپت رائے کی راہ نمائی میں ہندوؤں نے جو طوفان بے تمیزی برپا کر رکھا ہے۔ وہ صاف طور پر اس بات کا ثبوت ہے کہ ہندو قطعاً مسلمانوں کے ساتھ ان کے جائز حقوق کو ایک حد تک غصب کرتے ہوئے بھی اتحاد کے لئے تیار نہیں ہیں اور وہ اپنا فائدہ اسی میں سمجھتے ہیں۔ کہ مسلمانوں کے خلاف فتنہ وفساد برپا کر کے ان کے لئے زندگی دوبھر کردیں۔

اتحاد کانفرنس کلکتہ کی دونوں تجاویز میں مسلمانوں کے ساتھ نہ صرف کسی قسم کی رعایت نہیں کی گئی۔ بلکہ انہیں کئی قسم کی نئی پابندیوں میں جکڑ دیا گیا ہے۔ لیکن باوجود اس کے ہندو اتنا بھی گوارا نہیں کرسکتے۔ کہ مسلمانوں سے اتحاد کا سوال ہی اٹھایا جاسکے۔ گویا وہ اپنی طاقت اپنی دولت۔ اپنے اثر۔ اپنے رسوخ اور اپنی کثرت کی بدولت مسلمانوں کو اس قابل ہی نہیں سمجھتے۔ کہ ان سے صلح واتحاد پر آمادہ ہوں۔ یہی وجہ ہے۔ کہ وہ کسی پہلو سے بھی کسی ایسی تجویز کو عمل پذیر نہیں ہونے دیتے۔ جو اتحاد کے لئے خود ہندو راہنماؤں کی طرف سے پیش ہوتی۔ اور ان کی تائید سے پاس ہوتی ہے

کلکتہ کانفرنس کی پاس کردہ تجاویز کو بے اثر بنانے کے متعلق ہندوؤں نے جو سرگرمی اختیار کر رکھی ہے۔ وہ اپنی نوعیت میں نئی نہیں۔ اس سے قبل بھی ہر ایسے موقعہ پر جو ہندو مسلم اتحاد کے لئے پیدا ہوا۔ ان کی یہی روش رہی ہے۔ لالہ لاجپت رائے اور ڈاکٹر انصاری کا مسودہ اتحاد ہندوؤں کی مخالفت ہی کے ہاتھوں برباد ہوا۔ دیش بندھو کے عہدنامہ اتحاد کے پرزے بھی ہندوؤں نے ہی اڑائے۔ دہلی کی مجلس اتحاد کے ناکام بنانے کے ذمہ دار بھی ہندو ہی تھے۔ اور شملہ کی کانفرنس اتحاد میں کوئی بات طے ہونے دینے کی ذمہ داری بھی ہندوؤں پر ہی ہے۔

کیا یہ حالات مسلمانوں کی آنکھیں کھولنے کے لئے کافی نہیں۔ کہ وہ جب بھی اتحاد کے لئے ہاتھ بڑھاتے ہیں۔ اور جھک کر دب کر بڑھاتے ہیں۔ جب ہی ہندوؤں کی طرف سے نہایت متمردانہ طریق پر انکار کردیا جاتا ہے۔

یہ ساری خرابی اس کمزوری اور بے کسی کی ہے۔ جس میں مسلمان مبتلا ہیں۔ انہیں سب سے اول آپس میں اتحاد کو مستحکم کرنا چاہیئے۔ اور پھر اپنی ہر قسم کی کمزوری کو دور کرنے کی کوشش کرنی چاہیئے۔ جب ان میں طاقت پیدا ہوجائیگی تو ہندو خود ان کی طرف صلح کا ہاتھ بڑھائینگے۔ اور اسوقت جو اتحاد ہوگا۔ وہی حقیقی اور مستقل اتحاد ہوگا۔

## ہندو مسلمان ایک دسترخوان پر

حضرت امام جماعت احمدیہ ایدہ اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو تمدنی اور معاشرتی اصلاح کی تحریک فرماتے ہوئے جو یہ ہدایت فرمائی ہے۔ کہ وہ ہندوؤں کے ہاتھوں کی ایسی چیزیں استعمال نہ کریں۔ جو ہندو ان کے ہاتھوں کی استعمال نہیں کرتے۔ اس کے خلاف ہندو اور آریہ اخبارات عرصہ سے بہت شور مچا رہے اور اُسے ہندوؤں سے بائیکاٹ قرار دے رہے ہیں۔ حالانکہ اگر یہ بائیکاٹ ہے۔ تو اس کے موجد خود ہندو ہیں۔ جو سینکڑوں سالوں سے مسلمانوں کے ہاتھوں کی اشیاء کھانا گناہ سمجھتے ہیں اب اگر مسلمانوں نے اپنی غربت اور ناداری کے ہاتھوں مجبور ہوکر ان کی تقلید شروع کی ہے۔ تو اس میں حرج ہی کیا ہے۔ لیکن آریہ اخبارات اتنی موٹی بات کو یا تو سمجھنے کی کوشش ہی نہیں کرتے۔ یا حضرت امام جماعت احمدیہ ایدہ اللہ کی تحریک کے کامیاب ہونے پر انہیں جن فوائد سے محروم ہوجانے کا صدمہ ہے۔ وہ سمجھنے نہیں دیتے۔ بہرحال کوئی وجہ ہو۔ ہندو اس تحریک کے خلاف بہت غم وغصہ کا اظہار کر رہے ہیں۔

ایسے لوگ اگر ان ہندو مسلمان اصحاب کی مثال سے فائدہ اٹھائیں۔ جنہوں نے دہلی میں ایک دسترخوان پر بیٹھکر کھانا کھایا۔ اور ایک دوسرے سے قطعاً چھوت چھات نہ کی (ہمدرد ۱۰ نومبر) تو ان کی تکلیف بہت حد تک رفع ہوسکتی ہے۔ کیونکہ حضرت امام جماعت احمدیہ کا یہ بھی ارشاد ہے کہ اگر ہندو مسلمانوں سے چھوت چھات کرنا ترک کردیں۔ اور ان کے ساتھ مل جل کر کھاپی لیا کریں۔ تو مسلمان بھی ان سے چھوت چھات چھوڑ دینگے۔

دہلی میں جن ہندو مسلمان اصحاب نے یہ مثال قائم کی ہے۔ اُن میں سے خاص طور پر قابل ذکر یہ اصحاب ہیں۔ مسٹر سری نواس آئنگر۔ مولوی شوکت علی صاحب۔ ڈاکٹر انصاری صاحب۔ لالہ گردھاری لال صاحب۔ مسٹر چاند کرن شاردا۔ بابو شوپرشاد۔ مولوی محمد عرفان صاحب۔ مولوی عارف ہسوی پروفیسر رام دیو صاحب۔ ڈاکٹر کے۔ ڈی شاستری وغیرہ

اگر ہر شہر میں ایسی دعوتیں منعقد کی جائیں۔ جن میں ہندو مسلمان اکٹھے بیٹھکر کھاپی لیں۔ تو پھر مسلمانوں کے لئے ہندوؤں کی ایسی اشیاء جن کے متعلق ناپاک ہونے کا شبہ نہ ہو۔ استعمال کرنے میں کوئی حرج نہیں۔

## بنتا بسرام آشرم کا مقدمہ

دہلی میں آریوں نے ایک ایسا آشرم کھولا ہے۔ جس میں بیوہ عورتیں یا اور اس قسم کی عورتیں جو ان کے ہاتھ آجائیں داخل کی جاتی ہیں۔ اور پھر ان کی شادی کردی جاتی ہے۔ کچھ عرصہ ہوا۔ ایک شخص سوامی بھوانانند نے ایک اشتہار شائع کیا۔ جس میں لکھا۔ کہ آریوں نے میری بیوی چندراولی کو اغوا کیا۔ اور اس کی کسی پنجابی سے روپیہ لیکر شادی کردی اس پر مہاشہ اندرا بن سوامی شردھانند نے سوامی بھوانانند کے خلاف ازالہ حیثیت عرفی کا مقدمہ دائر کردیا ہے۔ اس مقدمہ کی مفصل روئداد معاصر "زلزلہ" میں جو حال ہی میں دہلی سے زیر ادارت ڈاکٹر شفیع احمد صاحب شائع ہوا ہے۔ درج ہو رہی ہے۔ جس میں نہایت حیرت انگیز انکشاف ہو رہے ہیں۔ اس آشرم کی ایک سابقہ منتظمہ نے جو شہادت دی ہے وہ بہت ہی اہم ہے۔ ہمیں تہذیب وشرافت اجازت نہیں دیتی کہ اس مقدمہ کی روئداد میں سے کوئی اقتباس پیش کرسکیں لیکن بنتا بسرام آشرم سے تعلق رکھنے والے آریوں سے خصوصاً اور دوسرے آریوں سے عموماً ہم یہ سوال کرنا ضروری سمجھتے ہیں۔ کہ کیا ویدک دھرم میں عورتوں سے یہی سلوک کرنے کی تعلیم ہے جس کا اظہار سوامی بھوانانند کے مقدمہ میں ہو رہا ہے۔ اور ویدک مت کو یہی فضیلت حاصل ہے۔ جس کی وجہ سے اخبار "ملاپ" نے مسلمان عورتوں کی خودساختہ تکالیف کو دور کرنے کا دعوےٰ کیا ہے۔

## مسٹر آئنگر کی صاف گوئی

پچھلے دنوں مسٹر سری نواس آئنگر صدر کانگریس نے دہلی میں تقریر کرتے ہوئے حسب ذیل صداقت کا اعتراف نہایت جرأت ودلیری سے کیا ہے۔

"زمانہ ماقبل تاریخ میں آریہ لوگ بھی گائے کی قربانی کرتے تھے اور ان کے ہاں اس کے گوشت کا پرہیز بالکل نہ ہوتا تھا لیکن بتدریج ہندو دھرم نے اہنسا کا اصول اختیار کرلیا۔"

ان الفاظ سے جلسہ میں ایک کھلبلی مچ گئی۔ اور ہندوؤں نے مسٹر آئنگر کو بُرا بھلا کہنا شروع کردیا۔ حالانکہ اگر ان کو اس حقیقت سے انکار تھا۔ تو بھی متانت وسنجیدگی کے ساتھ مسٹر آئنگر سے اس کا تصفیہ کرنا چاہیئے تھا۔

مگر بات یہ ہے۔ کہ چونکہ ہندو اپنی مستند کتب کی رو سے اس کی تردید نہیں کرسکتے۔ اس لئے اوچھے ہتھیاروں پر اُتر آئے۔

# بے جا محبت اور غضب سے بچو

از حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ

فرمودہ ۴ر نومبر ۱۹۲۷ء

سورہ فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا:۔

سورہ فاتحہ جہاں ہمیں اور بہت سے سبق سکھاتی ہے وہاں ہمیں اس سے یہ نکتہ بھی معلوم ہوتا ہے۔ کہ صداقت اور راستی کے چھوڑنے کے دنیا میں دو ہی باعث ہوا کرتے ہیں۔ اور وہ دو باعث

## کینہ اور محبت

ہیں۔ یا تو انسان کینہ کی وجہ سے راستی اور صداقت کو چھوڑتا ہے یا محبت کی وجہ سے۔ انسان کو سامنے نظر آنے والے یہی دو سبب ہوتے ہیں۔ ان کے پیچھے اور اخلاقی بواعث ہوتے ہیں جو حقیقت میں کینہ اور محبت کے موجبات ہوا کرتے ہیں۔ مگر سامنے آنے والے اور نمایاں طور پر سامنے آنے والے یہی باعث ہوتے ہیں۔ کہ یا تو انسان کسی سے کسی سبب سے ناراض ہو جاتا ہے۔ اور

## ناراضگی کی وجہ

بڑھاتے بڑھاتے اس حد تک لے جاتا ہے کہ اس کی عقل بالکل ماری جاتی ہے۔ اس کے لئے ایک جگہ ٹھیرنا مشکل ہو جاتا ہے۔ سیدھے راستہ پر چلنا اس کے لئے ناممکن ہو جاتا ہے وقار اس کے ہاتھ سے جاتا رہتا ہے۔ سنجیدگی چھوٹ جاتی ہے اور وہ دیوانہ کتے کی طرح جسے اپنی دیوانگی کی حالت میں دنیا کے تمام مقاصد میں سے بہترین مقصد کاٹنا نظر آتا ہے۔ اسی طرح اس کے سامنے بھی ایک ہی مقصد رہ جاتا ہے۔ اور وہ یہ کہ کاٹے۔ گویا اس کے نزدیک بہترین کام دوسروں کا قتل کرنا۔ مارنا اور نقصان پہونچانا ہوتا ہے۔ یہ حالت کبھی ترقی کرتے کرتے

## جنون کی حد تک

پہونچ جاتی ہے۔ کبھی جنون نظر تو نہیں آتا۔ مگر یہ حالت پیدا ہو جاتی ہے۔ ابھی امریکہ میں ایک بہت بڑا آدمی پکڑا گیا ہے اس کے متعلق لکھا ہے کہ اُسے اس بات کا جنون تھا۔ کہ لوگوں کو قتل کرے۔ خصوصاً عورتوں کو۔ اس نے کئی عورتوں اور لڑکیوں کو قتل کیا۔ قتل کرنے کی وجہ اور کوئی باعث نہ تھا۔ معلوم ہوتا ہے۔ کسی بات پر کسی وقت اس کا غضب بھڑکا کسی عورت سے معلوم ہوتا ہے۔ اُسے صدمہ پہونچا۔ جو بڑھتے بڑھتے اس عورت تک ہی محدود نہ رہا۔ بلکہ اوروں تک بھی پہونچا۔ اور وہ ایک لمبے عرصہ تک بڑی ہوشیاری سے قتل کرتا رہا۔ تو غضب ترقی کرتے کرتے اس حد تک پہونچ جاتا ہے کہ انسان یہ نہیں سمجھ سکتا۔ کہ اس کا نقصان مجھے کیا پہونچے گا اور دوسروں کو کیا۔

## ابوجہل کے متعلق

آتا ہے۔ اس کی مجلس میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے متعلق یہ ذکر آتا۔ کہ ان کی باتیں ایسی ہیں۔ جو سوچنے کے قابل ہیں۔ اس قسم کی گفتگو پر اس نے جھنجھلا کر کہا۔ بات تو ٹھیک ہے مگر یہ تو بتاؤ میرے باپ دادا نے کب اس کے باپ دادوں کی غلامی کی۔ کہ آج ہم کرنے لگ جائیں۔

رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا دعوے بڑا شاعر ہونے کا یا بڑا عالم ہونے کا نہ تھا۔ کہ آپ کے فن کا انکار

## معمولی بات

ہوتی۔ خدا کی طرف سے آنے کا آپ کو دعوے تھا۔ اس کا انکار معمولی بات نہ تھی۔ مگر باوجود اس کے کہ اس انکار میں اُسے جہنم نظر آتا تھا۔ اور آپ کا انکار خدا کا انکار تھا۔ مگر اُس نے کر دیا۔ وجہ یہ کہ اسے رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کینہ اور بغض تھا۔ وہ کہتا تھا۔ محمد (صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم) کیوں بڑھ گیا۔ اس کی خلوت کی گھڑیوں میں اور اس کے علیحدہ بیٹھے ہونے پر جب رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ذکر آتا۔ تو اس کا دل محسوس کرتا تھا۔ کہ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مقابلہ میں میں حق بجانب نہیں ہوں۔ مگر پھر اس پر کینہ اور دشمنی غالب آجاتی اور وہ مخالفت کرنے لگ جاتا تھا۔ اور جھوٹا قرار دیتا۔ جہاں اس کا دل کبھی کسی وقت کہہ اٹھتا تھا۔ کہ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی صداقت کے ایسے نشان ہیں۔ جن کا انکار نہیں کیا جا سکتا وہاں اس کا

## غصہ اور کینہ

عقل پر اتنا غالب آچکا تھا۔ کہ اس نے بدر میں مباہلہ کیا اور کہا۔ اے خدا اگر میں جھوٹا ہوں۔ تو مجھ پر پتھر برسا۔ خدا نے اس کی آواز سُن لی اور اس پر پتھر ہی برسے۔ گویہ ابوجہل وہی تھا۔ جس نے اپنی خاص مجلس میں کہا تھا۔ محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) باتیں تو سچی کہتا ہے۔ مگر ہمارے باپ دادا نے کب اس کے باپ دادا کی غلامی کی ہے۔ کہ ہم اس کی باتیں مان لیں۔ کیا یہ

## عجیب بات

نہیں۔ کہ یہی انسان سب کچھ بھلا کر اور تمام ان کیفیات کو چھوڑ کر جو اس کے دل میں رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سچائی کے متعلق پیدا ہوئی تھیں۔ مقابلہ کے لئے کھڑا ہو گیا اور مقابلہ بھی معمولی نہیں۔ انسانوں کے سامنے نہیں۔ بلکہ

## خدا کے سامنے

کہنے لگا۔ کہ اگر یہ سچا ہے۔ تو ہم پر پتھر برسا۔ کیا یہ بظاہر جنون کی حالت نہیں ہے۔ دو ہی صورتیں ہو سکتی ہیں۔ یا یہ کہیں یہ روایت کہ کبھی کبھی ابوجہل کے دل میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی صداقت کا خیال آجاتا تھا۔ جھوٹی ہے۔ یا پھر یہ ہے کہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم سے مباہلہ کرنے کا جو ذکر آتا ہے۔ وہ غلط ہے۔ قرآن کریم میں اشارۃً یہ ذکر ہے۔ نام نہیں لیا گیا اس لئے کوئی کہہ سکتا ہے۔ کہ اُس نے مباہلہ نہیں کیا ہو گا۔ لیکن قرآن کریم سے اس بات کی تصدیق ہوتی ہے۔ کہ کفار میں سے ایسے لوگ تھے۔ جو رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی صداقت کی تصدیق کرتے تھے۔ اور یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ مباہلہ کیا گیا۔ اور کہا گیا۔ اگر یہ سچا رسول ہے۔ تو ہم پر پتھر برسا۔ اگر یہ رسول سچا ہے۔ تو ہم پر وبال آئے۔ یہ

## دونوں حالتیں

بتاتی ہیں۔ کہ ایسے لوگ تھے۔ جن میں یہ دونوں کیفیتیں پائی جاتی تھیں۔ اس صورت میں ابوجہل کی حالت کا انکار نہیں کیا جا سکتا۔ کیونکہ روایت سے دونوں باتیں ابوجہل پر چسپاں ہوتی ہیں۔ پھر کیا یہ عجیب بات نہیں۔ کہ ابوجہل اپنی خاص مجلس میں تو رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی صداقت کا اقرار کرتا ہے۔ مگر لڑائی اور جنگ کے میدان میں خدا کے سامنے کہتا ہے۔ اگر یہ رسول سچا ہے۔ تو مجھ پر وبال نازل ہو۔ ایک شخص میں ان دونوں کیفیتوں کے جمع ہونے سے یہی نتیجہ نکلتا ہے۔ کہ اس کی غضب کی حالت بڑھتے بڑھتے اس حد تک بڑھ گئی تھی۔ کہ وہ نہیں دیکھتا تھا۔ کہ اس کا کیا انجام ہو گا۔ اور وہ خدا کے سامنے کھڑا ہو گیا۔ حالانکہ اُسے رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے متعلق وہ عرفان حاصل تھا۔ جو ایک کافر کو ہو سکتا ہے۔

پھر قرآن سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے۔ کہ انسان

## محبت میں

بھی ایسا ہی کرتا ہے۔ وہ دوسرے کی محبت میں ایسا غافل ہو جاتا ہے۔ کہ تحت الثریٰ میں جا گرتا ہے۔ اس مرض میں کمزور ایمان

والے یا منافق اور دشمن ہی مبتلا نہیں ہوتے بلکہ بعض اخلاص رکھنے والوں کو بھی ٹھوکر لگ جاتی ہے۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانہ میں عبد اللہ بن ابی بن سلول اور بعض دوسرے منافقوں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا پر الزام لگایا۔ جس کی خدا تعالیٰ نے بریت کی۔ مگر وہ بعد میں ہوئی۔ درمیان میں ایسا وقت آیا۔ جب اعتراض پھیلنے لگے۔ آخر رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک خطبہ ارشاد فرمایا۔ جس میں

### منافقوں کی ایذا رسانی

کا ذکر تھا۔ اس وقت کچھ لوگ کھڑے ہوگئے۔ جو عبد اللہ بن ابی کی قوم کے نہ تھے۔ انہوں نے کہا۔ یا رسول اللہ اگر ایسا شخص ہماری قوم سے ہے۔ تو آپ ہمیں بتائیں۔ تاکہ ہم اُسے سزا دیں۔ اور اگر کسی دوسری قوم سے ہے۔ تو بھی بتائیں۔ اسے بھی ہم سزا دیں گے اس وقت مجلس میں منافق نہیں۔ بلکہ مومن بیٹھے تھے۔ مگر ان میں عبد اللہ بن ابی بن سلول کی قوم کے لوگ تھے۔ جن کو اس سے محبت تھی۔ اس وقت انہیں یہ خیال نہ آیا۔ کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تکلیف کا سوال ہے۔ اور حضرت عائشہؓ کی عزت کا سوال ہے۔ اس وقت انہیں یہی بات یاد رہ گئی کہ ہمارے سردار کے خلاف کیوں کچھ کہا گیا ہے۔ اس وجہ سے تلواریں کھینچ کر کھڑے ہوگئے۔ اور کہنے لگے۔ کون ہے جو ہماری قوم کے آدمی کو سزا دے اس پر نقشہ ہی بالکل بدل گیا۔ آخر رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کو ٹھنڈا کیا اس سے معلوم ہوتا ہے۔ چونکہ اس وقت عبد اللہ بن ابی بن سلول کا ذکر تھا۔ اور وہ لوگ اس سے تعلق رکھتے تھے۔ اس لئے اس کی

### محبت کا سوال

پیدا ہوگیا۔ اس وقت اگر رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم درمیان میں نہ پڑ جاتے۔ تو کئی مسلمان مرتد ہو جاتے۔ اور کئی ایک جو ایمان کی موت مرے۔ نفاق کی موت مرتے۔ ایسا کیوں ہوتا۔ اس لئے کہ ان لوگوں نے محبت کی خاطر یہ نہ دیکھا۔ کہ حق کیا ہے اور ہمیں کیا کرنا چاہیئے؟

پس دنیا میں دو ہی چیزیں

### راستی سے پھیرنے کا موجب

ہوتی ہیں۔ یا تو انتہائی بغض یا پھر انتہائی محبت۔ انتہائی بغض بسا اوقات معمولی واقعہ سے پیدا ہو جاتا ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے وقت دیکھو کتنے معمولی واقعہ سے بغض بڑھا۔ جس نے عالم اسلامی کو کتنا بڑا نقصان پہونچایا۔ میں سمجھتا ہوں۔ اس واقعہ کا اثر اب تک چلتا جا رہا ہے۔

### حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے وقت

ایک مقدمہ آپ کے پاس آیا۔ کسی شخص کا غلام کماتا بہت تھا لیکن مالک کو دیتا کم تھا۔ حضرت عمرؓ نے اس غلام کو بلایا۔ اور اُسے کہا۔ مالک کو زیادہ دیا کرے۔ اس وقت چونکہ پیشہ ور کم ہوتے تھے۔ اس لئے لوہاروں اور نجاروں کی بڑی قدر ہوتی تھی۔ وہ غلام

### آٹا پیسنے کی چکی

بنایا کرتا تھا۔ اور اس طرح کافی کماتا تھا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ساڑھے تین آنے اس کے ذمہ لگا دئے۔ کہ مالک کو ادا کیا کرے۔ یہ کتنی قلیل رقم ہے۔ مگر اس کا خیال تھا۔ کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے غلط فیصلہ کیا ہے۔ اس پر اس کے دل میں بغض بڑھنا شروع ہوا۔ ایک دفعہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اُسے کہا۔ ہمیں بھی چکی بنا دو۔ اس پر کہنے لگا۔ ایسی چکی بنا دونگا۔ جو خوب چلیگی۔ یہ سن کر کسی نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے کہا۔ آپ کو دھمکی دے رہا ہے۔ آپ نے کہا۔ الفاظ سے تو یہ بات ظاہر نہیں ہوتی۔ اس نے کہا۔ لہجہ دھمکی آمیز تھا۔ آخر ایک دن حضرت عمر رضی اللہ عنہ نماز پڑھ رہے تھے۔ کہ اس غلام نے آپ کو خنجر مار کر

### قتل کر دیا

وہ عمرؓ جو کروڑوں انسانوں کا بادشاہ تھا۔ جو بہت وسیع مملکت کا حکمران تھا۔ جو مسلمانوں کا بہترین راہ نما تھا۔ ساڑھے تین آنے پر مار دیا گیا۔ مگر بات یہ ہے۔ جن کی طبیعت میں بغض اور کینہ ہوتا ہے۔ وہ ساڑھے تین آنے یا دو آنے نہیں دیکھتے وہ اپنی پیاس بجھانا چاہتے ہیں۔ ان کی طبیعت بغض کے لئے وقف ہوتی ہے۔ ایسی حالت میں وہ نہیں دیکھتے۔ کہ ہمارے لئے اور دوسروں کے لئے کیا نتیجہ ہوگا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے قاتل سے جب دریافت کیا گیا۔ کہ تو نے یہ سفاکانہ فعل کیوں کیا۔ تو اس نے کہا۔ انہوں نے میرے خلاف فیصلہ کیا تھا میں نے اس کا بدلہ لیا ہے؟

میں نے اس دردناک واقعہ کا ذکر کرتے ہوئے کہا ہے۔ اس کا

### اسلام پر آج تک اثر

ہے۔ اور وہ اس طرح کہ گو موت ہر وقت لگی ہوتی ہے۔ مگر ایسے وقت میں موت کے آنے کا خیال نہیں کیا جاتا۔ جب قوائے مضبوط ہوں۔ لیکن جب قویٰ کمزور ہوں۔ اور صحت انحطاط کی طرف ہو۔ تو لوگوں کے ذہن خود بخود آئندہ انتظام کے متعلق سوچنا شروع کر دیتے ہیں۔ وہ ایک دوسرے سے اس بارے میں باتیں نہیں کرتے۔ مگر خود بخود رو ایسی پیدا ہو جاتی ہے جو آئندہ انتظام کے متعلق غور کرنے کی تحریک کرتی ہے۔ اس وجہ سے جب امام فوت ہو۔ تو لوگ چوکس ہوتے ہیں۔ چونکہ حضرت عمرؓ کے قویٰ مضبوط تھے۔ گو اُن کی عمر ۶۳ سال کی ہو چکی تھی۔ اس لئے صحابہ کے ذہن میں یہ نہ تھا۔ کہ حضرت عمرؓ ان سے جلدی جدا ہو جائینگے۔ اس وجہ سے وہ آئندہ انتظام کے متعلق بالکل بے خبر تھے۔ کہ یکدم حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی وفات کی مصیبت آپڑی اس وقت جماعت کسی دوسرے امام کو قبول کرنے کے لئے تیار نہ تھی۔ اس عدم تیاری کا نتیجہ یہ ہوا۔ کہ حضرت عثمانؓ سے لوگوں کو وہ لگاؤ نہ پیدا ہوا۔ جو ہونا چاہیئے تھا۔ اس وجہ سے اسلام کی حالت بہت نازک ہوگئی۔ اور حضرت علیؓ کے وقت اور زیادہ نازک ہوگئی؟

تو محبت اور غضب ایسے جذبات ہیں۔ جو انسان کو ایسا اکھیڑ پھینکتے ہیں۔ کہ وہ کہیں کا کہیں جا پڑتا ہے۔

### محبت کی مثال

یہاں قادیان میں موجود ہے۔ کہ ایک شخص کو محبت کے ذریعہ ابتلا آیا۔ گو خدا تعالیٰ نے اُسے نجات دی۔ وہ مخلص احمدی ہے اور اس کی اولاد بھی مخلص ہے۔ میں اس واقعہ کی تفصیل نہیں بیان کرنا چاہتا۔ صرف اتنا ذکر کرنا چاہتا ہوں۔ کہ اُس کے بچے کو جو کہ خود بھی مخلص ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے کسی بات پر تھپڑ مارا۔ اس پر اس کے منہ سے یہ بات نکل گئی۔ اچھے مسیح موعود ہیں۔ اس وجہ سے اُسے قادیان سے نکلنا پڑا۔ مگر خدا تعالیٰ نے اس ابتلا سے اسے نجات دی۔ اور وہ پھر قادیان میں آگئے۔ اگر اس وقت پوچھا جاتا۔ تو یہی کہتے اور آج بھی یہی کہتے ہیں۔ کہ تھپڑ کیا۔ ہم تو مسیح موعود کیلئے جانیں قربان کرنے کیلئے تیار ہیں۔ مگر ایک وقت ایسا آیا جبکہ سب کچھ بھول گیا اور صرف یہ یاد رہ گیا۔ کہ میرا بیٹا ہے۔ خدا تعالیٰ نے اس ابتلا سے ان کو بچا لیا۔ مگر ہر شخص کی یہ کیفیت نہیں ہوتی بعض جن کے اندر اخلاص ہوتا ہے۔ وہ ایسی غلطی کر کے بچ جاتے ہیں۔ مگر عام طور پر ۹۰ فیصدی ایسے غلطی کر کے نہیں بچ سکتے۔ اس کی مثال پھٹے ہوئے کپڑے کی ہوتی ہے۔ جو پورے طور پر جڑ نہیں سکتا۔ کچھ رفو ہو سکتا ہے۔ ٹکڑے لگ سکتے ہیں۔ مگر داغ ضرور باقی رہتا ہے اور اس وقت تک باقی رہتا ہے۔ جب تک ایسا انسان اپنے اوپر

### نئی موت

وارد نہ کرے۔ ایسے لوگوں میں سے ۱۰ فیصدی ایسے رفو ہو جاتے ہیں۔ جن کا پتہ نہ لگے۔ اور بعض تو اپنے اخلاص اور محبت میں پہلے سے بھی بڑھ جاتے ہیں۔ مگر خطرہ یہی ہوتا ہے۔ کہ ٹھوکر لگنے پر کم لوگ بچتے ہیں۔ ہاں جن میں اخلاص ہو۔ جن پر شیطان نے عارضی طور پر غلبہ پا لیا ہو۔ جنہیں اس بات کا احساس ہو۔ کہ اپنی غلطی کو مٹانا آسان نہیں ہے وہ اپنی غلطی مٹا سکتے ہیں۔ کیونکہ ایسے لوگوں کی اللہ تعالیٰ مدد کرتا ہے۔ انسان کے لئے رفو کرنا مشکل ہے۔ لیکن اللہ تعالیٰ کے لئے مشکل نہیں ہے۔ خدا تعالیٰ ایسا رفو کر دیتا ہے۔ کہ کوئی پہچان ہی نہ سکے۔ چونکہ عام طور پر لوگ اتنی کوشش اور اتنی

جد وجہد نہیں کرتے۔ اس لئے ان کے زخم نہیں ملتے۔ تھوڑے لوگ کرتے ہیں۔ اس لئے تھوڑوں کے ملتے ہیں۔ مگر خدا تعالےٰ کا دروازہ ہر ایک کے لئے کھلا ہے۔

پس

## انسان کے لئے ضروری ہے

کہ غضب اور محبت کے جذبات کو قبضہ میں رکھے۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے۔ کسی سے اتنی محبت نہ کر۔ کہ اگر تفرقہ ہو۔ تو شرمندہ ہونا پڑے اور کسی سے اتنا بغض نہ کر۔ کہ صلح ہو۔ تب شرمندہ ہونا پڑے

پس خواہ محبت کے تعلقات ہوں۔ یا بغض کے ان میں خطرہ ہوتا ہے۔ کیونکہ بعض اوقات انسان اپنے آپ کو ایسے مقام پر پاتا ہے۔ جہاں سے لوٹنا اس کے لئے مشکل ہوتا ہے۔

---

## تربیت آوارگاں

کسی خاندان۔ قوم اور ملک کے لئے اس سے زیادہ نقصان رساں کوئی چیز نہیں۔ کہ اس کے افراد جو اس کا ایک مفید اور قیمتی جزو ہو سکتے ہیں۔ نکمے اور تکلیف دہ ہو جائیں۔ لیکن حالات اور واقعات کی رو کو کوئی چیز بدل نہیں سکتی۔ قدرتی نظائر ایسے ملتے ہیں۔ کہ جہاں اتفاقی اثر کا دخل نہیں۔ وہاں بھی بعض اوقات مضر مواد پیدا ہو جاتے ہیں۔ لیکن اس لئے نہیں کہ انہیں مضر رہنے دیا جائے۔ بلکہ انسان کو اس مضر مادہ کو مفید بنا لینے کی دی ہوئی قوتوں کے استعمال کے لئے ایک موقعہ دیا جاتا ہے۔ پس اس سے تو چارہ نہیں۔ کہ کسی خاندان ملک اور قوم میں ایسے افراد پیدا نہ ہوتے رہیں۔ جو کسی نہ کسی پہلو سے سوسائٹی کا قابل نفرت حصہ ہوں۔ لیکن خوبی اور کمال اس کی اصلاح میں ہے۔ اور ان کو مفید بنا لینے میں۔ اللہ تعالےٰ نے ہمارے امام کو وُہ فہم و فراست اور وہ معرفت اور بصیرت دی ہے۔ کہ ہم اس کی غلامی میں کہیں شرمندہ نہیں بشرطیکہ صحیح معنوں میں اس کی تعلیم اور تدبیر سے ہم کام لیں مجھے لنڈن میں ایک فوج ایسے لوگوں کی نظر آئی۔ جو بیکار تھے۔ جن کے رہنے کا کوئی گھر نہیں۔ ان میں ہر قسم کے لوگ تھے۔ میں سوچتا رہا۔ کہ ان کو مفید بنانے کے لئے اس دانشمند قوم نے کیا انتظام کیا ہے۔ میں نے دیکھا۔ کہ مختلف سوسائٹیاں اس مقصد کے لئے عورتوں اور مردوں میں ہیں۔ جہاں ہر قسم کی اخلاقی برائیوں کو دور کرنے کی کوشش کی جاتی ہے اور وہ لوگ اسی قسم کی کوششوں میں کامیاب ہو جاتے ہیں۔ ہمارے ہاں بھی اس قسم کی تربیت کی ضرورت پیش آجاتی ہے اور بڑھنے والی قوموں اور جماعتوں کے ساتھ ان باتوں کا ہونا لازمی ہوتا ہے۔ اس لئے میں نے اس مضمون کو بھی ولائت کی سوسائٹی میں مطالعہ کیا۔ اصلاح کے کیا طریق ہیں۔ یہ ایک جُدا مضمون ہے اور بجائے خود ایک مستقل کتاب چاہتا ہے ولائت میں آوارہ گرد یا بدمعاش لڑکوں کے متعلق ایک نظریہ قائم کیا گیا ہے۔ اُسے میں پہلے سے صحیح سمجھتا تھا۔ وہ یہ ہے کہ جو لڑکے سب سے زیادہ بدمعاش ہونے کی قابلیت رکھتے ہیں

وُہ سب سے اچھے ہونگے جوہر سے بھی تو عاری نہیں۔ اگر پانی کی ایک تیز دھار نقصان پہونچا سکتی ہے۔ تو کیا وہی دھار اگر درستی سے استعمال کی جائے تو مفید اور بابرکت نہیں ہوسکتی؟

پس کمی ہماری توجہ کی ہو سکتی ہے۔ بوائے سکاوٹس کے ساتھ ولایت میں ایک جماعت تربیت آوارگاں کی پیدا کی گئی ہے۔ اور ان کے مقاصد میں یہ داخل ہے۔ کہ وہ بدنام اور بُرے لڑکوں کو تلاش کرکے ان کی اصلاح کریں۔ اس کام میں اُنہیں کامیابی ہو رہی ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ ان بدنام اور بُرے لڑکوں میں جوہر قابلیت موجود ہوتا ہے۔ اگر ہم اُسے عمدگی سے استعمال کر سکیں۔

میں نے ولائت میں خدا کی رضا کے لئے یہ عزم کیا تھا کہ اگر خدا تعالےٰ نے مجھے موقعہ دیا۔ تو واپس دارالامان پہونچکر صحت اور اسباب کی توفیق پا سکا۔ تو آوارہ بچوں کی خدمت کروں اور ان قیمتی جوہروں کو سلسلہ کے لئے مفید بنانے کی توفیق پا سکوں۔ میرے سامنے ایسی مثالیں موجود ہیں۔ کہ بعض اوقات انہوں نے نہایت جفاکشی اور اخلاص سے سلسلہ کی خدمت کے لئے اپنے آپ کو پیش کر دیا ہے۔ میں اس کو کمزوری سمجھتا ہوں۔ کہ ہم اس سے ڈر جائیں۔ کہ ہم میں سے کسی میں غلطی یا کمزوری ہے۔ بڑھنے والی قوم کے ساتھ ہر قسم کے لوگ ہوتے ہیں۔ اور اس کے لئے یہ ہتک کا موجب نہیں ہوتا۔ اس لئے کہ وہ اصلاحی غرض کے لئے مبعوث ہوتی ہے۔ پس میں اپنے بچوں سے وہ کہیں ہوں جو سلسلہ سے تعلق رکھتے ہیں۔ "الفضل" کے ذریعہ کہنا چاہتا ہوں۔ کہ وہ خدا تعالےٰ کی دی ہوئی قوتوں کو مفید طریق پر خرچ کریں۔ اور سلسلہ کے صادق اور وفادار فرزند بن کر اس حق کے اظہار میں اپنی زندگیاں وقف کر دیں۔ میں انسانی بناوٹ اور اس کی ذہنیت کے اصول کو سمجھتے ہوئے یقین رکھتا ہوں۔ کہ بعض اوقات پبلک مطالبہ بہت بڑا اثر رکھتا ہے۔ اس لئے وہ اسی مطالبہ کا جواب اپنے عمل سے دیں وُہ جہاں ہیں۔ اپنے اندر ایک انقلاب اور تبدیلی پیدا کریں۔ اور سانپ کی طرح اپنی عادات و اطوار کی کینچلی اُتار کر بالکل نئے جسم اور نئی روح سے احمدیت کی لو لیکر آگے بڑھیں

میں جیسا کہ کہہ چکا ہوں اپنے ان قیمتی جوہروں کی تربیت میں انشاء اللہ کوشش کرونگا۔ اگر مجھے وقت نہ ملا تو مجھے یقین ہے کہ میں اس خواہش کے لئے بھی خوش رہونگا میں اس امید کے ساتھ ان سطور کو ختم کر رہا ہوں۔ کہ وہ افراد جن کو جماعت کا کسی نہ کسی وجہ سے غیر مفید وجود سمجھا جاسکتا ہے۔ وہ اپنے عمل اور تبدیلی سے حیرت انگیز ترقی کرکے دکھائیں

خاکسار عرفانی

جناب عرفانی صاحب کو اپنا عزم کم از کم قلم کے ذریعہ ضرور پورا فرمانا چاہیئے۔ یعنی اصلاح کے طریق بیان کر دینے چاہئیں۔ (الفضل)

---

## فتنہ شیراز سے اُٹھیگا

عن عبد اللہ بن عمر قال رأیت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یشیر الی المشرق فقال ھا ان الفتنۃ ھٰھُنا ان الفتنۃ ھٰھُنا من حیث یطلع قرن الشیطان

(بخاری کتاب بدء الخلق) حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کہتے ہیں میں نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دیکھا۔ آپ مشرق کی طرف اشارہ کرکے فرما رہے تھے۔ "فتنہ یہاں ہے فتنہ یہاں ہے" یہاں سے شیطان کا سینگ نکلیگا۔

مشرق سے کونسی جگہ مُراد ہے۔ اس کے لئے ایک بابی مصنف کی مندرجہ ذیل عبارت پڑھئے۔ لکھتا ہے۔

"مشرق سے مراد فارس ہے۔ اور یہ کچھ میری تشریح نہیں۔ بلکہ اکابر علماء اور محدثین اہل سنت کی تشریح ہے سیوطی رح گفتہ کہ مراد بمشرق فارس است حجج الکرامہ صفحہ ۴۰۹"

(ملاحظہ ہو بہائی رسالہ عمدۃ التنقیح صفحہ ۵۵)

جب یہ معلوم ہو چکا۔ کہ مشرق سے مراد فارس ہے۔ تو یہ سوال ہوتا ہے۔ کہ فارس سے کونسا مقام مراد ہے؟ اس کے متعلق بہائی مذکور لکھتا ہے "فارس از لفظ شیراز کا نام ہے" عمدۃ التنقیح صفحہ ۵۱

اب یہ بتا دینا خالی از دلچسپی نہ ہوگا۔ کہ شیراز وہی شہر ہے۔ جہاں پر ۱۸۴۴ء میں ایک شخص علی محمد الملقب بہ باب نے خروج کیا۔ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشگوئی کے مطابق گوناگوں فتنے اٹھاتا ہوا شیراز سے سیدھا اصفہان پہنچا۔ جیسا کہ حدیث میں دجال کے متعلق آتا ہے "بعد از اں اصفہان آید" حجج الکرامہ صفحہ ۴۰۹ چنانچہ علی محمد باب کے سوانحات میں لکھا ہے "حضرت باب صبح ہوتے ہی سید کاظم زنجانی کے ساتھ شیراز سے اصفہان کو روانہ ہو گئے" ملاحظہ ہو باب الحیات ترجمہ مقالہ سیاح مصنفہ عبد البہاء عباس آفندی صفحہ ۱۱

حافظ سلیم احمد اٹاوی

# قرآن کریم پر بانی آریہ سماج کے اعتراضات کی لغویت

(۲)

## دوسری مثال

قرآن کریم کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ اس وقت کے بت پرست مشرکوں کا عقیدہ تھا۔ کہ فرشتے خدا کی بیٹیاں ہیں۔ جیسا کہ ویجعلون للّٰہ البنات سے ظاہر ہے گر چونکہ ان کا یہ خیال غلط اور گمراہ کن تھا۔ اس لئے سُبحٰنہٗ کہکر قرآن مجید نے اس کی تردید کردی۔ اور صاف لفظوں میں اعلان کردیا کہ جو لوگ اس قسم کا مشرکانہ عقیدہ رکھتے ہیں وہ سخت غلطی پر ہیں۔ مگر دیکھیئے آریوں کے "مہارشی" اس کے متعلق کیا سمجھتے ہیں۔ پہلے انہی کا نقل کردہ ترجمہ پڑھیئے۔ اور بعد میں ان کی محققانہ تنقید۔"

**دیانندی ترجمہ** "اور مقرر کرتے ہیں واسطے اللہ کے بیٹیاں۔ پاکیزگی ہے اس کو...... اور مقرر کرتے ہیں۔ واسطے اپنے دیکھنا جو کچھ کہ چاہیں۔"

**دیانندی تنقید** یہ ترجمہ جس قدر اوٹ پٹانگ ہے۔ وہ تو ہے ہی۔ مگر ذیل میں ذرا جناب سوامی صاحب کا اعتراض بھی ملاحظہ ہو۔ فرماتے ہیں:-

"اللہ بیٹیوں سے کیا کریگا؟ بیٹیاں تو کسی آدمی کو چاہئیں۔ بیٹے کیوں نہیں مقرر کئے جاتے؟ اور بیٹیاں مقرر کی جاتی ہیں۔ اس کا کیا باعث ہے؟ بتلایئے۔" الخ

(ستیارتھ پرکاش اردو بار چہارم باب ۱۴ صفحہ ۵۹۹)

با انصاف ناظرین! غور فرمایئے اور حیرت سے اپنی انگلیاں کاٹیئے! یہ ہے آریوں کے مہرشی کی عالمانہ تنقید۔ کس قدر تعجب کا مقام ہے۔ کہ وہ پاک کلام جو سُبحٰنہٗ کہکر مشرکوں کے اس عقیدہ کی تردید کرے۔ کہ "خدا کی بیٹیاں ہیں" (جیسا کہ سوامی کے ترجمہ سے بھی ظاہر ہے) مگر سوامی جی یہ سمجھیں۔ کہ نعوذ باللہ قرآن مجید ہی خدا کی بیٹیاں ٹھہراتا ہے۔ یعنی جس امر کی تردید قرآن پاک نے فرمائی "مہارشی جی" نے وہی عقیدہ قرآن شریف کی طرف منسوب کردیا۔ اور اس پر اعتراضوں کی جھڑی باندھ دی۔

اب آریہ دوست ہی بتلائیں۔ کیا اسی تحقیق پر وہ بڑھ بڑھ کے باتیں بناتے اور اس پر نازاں ہوتے ہیں؟ جو شخص کلام کے اصل منشاء اور مفہوم کو سمجھ ہی نہیں سکتا۔ وہ اس پر اعتراض کیا کرسکتا ہے؟ کیا اسی قسم کے بے معنی اعتراضوں کی بنا پر کہا جاتا ہے۔ کہ مسلمان گھبرا گئے۔

## تیسری مثال

بعض اعرابیوں کا خیال تھا۔ کہ یہ اتنا بڑا آسمان جو چھت کی طرح نظر آتا ہے۔ ضرور اس کے نیچے ستون ہونگے جو اسے تھامے ہوتے ہیں۔ لیکن چونکہ یہ خیال ان کی جہالت پر مبنی تھا۔ اس لئے قرآن کریم نے اللّٰہ الذی رفع السمٰوات بغیر عمدٍ ترونھا کہکر بتلا دیا کہ خدا نے جس قدر بلندیاں پیدا کی ہیں۔ یہ اس کی قدرت کاملہ کا ظہور ہیں اور بغیر کسی سہارے کے قائم ہیں۔ مگر افسوس کہ آریوں کے....... مہرشی دیانند صاحب قرآن مجید کے اس کھلے کھلے بیان کو بھی نہ سمجھے۔ اور بغیر فکر سے کام لئے خیال کر بیٹھے۔ کہ قرآن نے ستونوں پر آسمان کی بنا بتلائی ہے۔ حالانکہ یہ قرآن پاک کے اصل مفہوم کے صریح خلاف ہے۔ اس کے لئے بھی پہلے ان کا ترجمہ اور بعد ازاں تنقید ملاحظہ ہو۔

**دیانندی ترجمہ** "اللہ ہے وہ کہ جس نے بلند کیا آسمانوں کو بغیر ستونوں کے۔"

**دیانندی تنقید** سوامی جی اس پر اعتراض یہ کرتے ہیں مسلمانوں کا خدا علم طبعی کچھ بھی نہیں جانتا۔ اگر جانتا ہوتا تو آسمان کو جس میں کہ وزن نہیں ہے ستون لگانے کا ذکر نہ لکھتا۔" (ستیارتھ پرکاش اعتراض ۱۳۵ صفحہ ۵۹۹)

اسی طرح ایک دوسری جگہ بھی اپنی "محققانہ قابلیت" کا یہ لکھکر ثبوت دیا ہے۔ کہ

"واہ صاحب واہ! حکمت والی کتاب خوب ہے کہ جس میں بالکل علم سے خلاف آکاش کی پیدائش اور اس میں ستون لگانے....... (کا ذکر ہے) الخ" (در اعتراض ۱۴۲ صفحہ ۶۰۱)

حالانکہ اس جگہ بھی جس آیت کو بغرض اعتراض نقل کیا اس کا خود یہ ترجمہ کیا ہے۔

"یہ آئتیں ہیں کتاب حکمت والی کی پیدا کیا آسمانوں کو بغیر ستونوں کے۔"

یعنی جس امر کی تردید قرآن کریم نے کی۔ وہی اس کی طرف منسوب کرکے اعتراضوں کی بوچھاڑ کی جارہی ہے۔ کسقدر عام فہم اور صاف بات تھی۔ کہ آسمان (بلندیاں) سہارے اور ستونوں پر قائم نہیں۔ بلکہ بغیر ستون ہی کے قائم ہے۔ مگر ستیارتھ پرکاش ایسی اموپیسٹک" کے مصنف اس کو بھی نہ سمجھ سکے۔ اور جھٹ خدا تعالےٰ کو علم طبعی سے ناواقف اور قرآن کو "علم سے خالی" بتلادیا۔

اس پر ہم کیا لکھیں۔ اور کیا نہ لکھیں۔ ناظرین خود ہی فیصلہ کرلیں۔ کہ جس کتاب میں ایسے بے بنیاد اور بے معنی اعتراض کئے گئے ہوں۔ اور جس کے مصنف کی علمیت کی یہ کیفیت ہو اس کے متعلق یہ لکھنا کیا حقیقت رکھتا ہے۔ کہ "مسلمان دیکھ چکے ہیں کہ ستیارتھ پرکاش کے زبردست دلائل کے سامنے ان کی دال نہیں گلتی۔ اس لئے اب وہ قانون کا سہارا لینا چاہتے ہیں۔"

## چوتھی مثال

اور دیکھئے۔ جناب سوامی صاحب نے پارہ ۱۹ سورہ شعراء رکوع ۱۲ کی آیت مَا اَنْتَ اِلَّا بَشَرٌ مِّثْلُنَا فَاْتِ بِاٰیَۃٍ اِنْ کُنْتَ مِنَ الصّٰدِقِیْنَ قَالَ ھٰذِہٖ نَاقَۃٌ لَّھَا شِرْبٌ وَّلَکُمْ شِرْبُ یَوْمٍ مَّعْلُوْمٍ پر بھی ایک اعتراض کیا ہے جس کے لئے پہلے ان کا ترجمہ اور بعد میں تنقید ملاحظہ ہو۔

**دیانندی ترجمہ** "نہیں تو۔ مگر آدمی مانند ہمارے۔ پس لے آ کچھ نشانی۔ اگر ہے تو سچا (کہا) یہ اونٹنی ہے۔ واسطے اس کے پانی پینا ہے۔ ایک بار۔"

ترجمہ کی لفظی صحت کے متعلق کچھ نہ لکھتے ہوئے ذیل میں سوامی کا اعتراض نقل کیا جاتا ہے۔ جو اپنے آپ کو محقق بتلاتے ہوئے لکھتے ہیں۔

**دیانندی اعتراض** "بھلا اس بات کو کوئی مان سکتا ہے۔ کہ پتھر سے اونٹنی نکالدے۔ لوگ بے علم تھے۔ کہ جنہوں نے اس بات کو مان لیا۔ اور اونٹنی کی نشانی دینا صرف بے علموں کا کام ہے۔ نہ کہ خدا کا۔ اگر یہ کتاب کلام الٰہی ہوتی تو ایسی بے معنی باتیں اس میں نہ ہوتیں۔"

(ستیارتھ پرکاش باب ۱۴ اعتراض ۱۱۸)

ہم سوامی صاحب کے اس اعتراض کے متعلق کچھ نہیں کہنا چاہتے۔ ہمارا آریہ سماج سے صرف اتنا ہی مطالبہ ہے۔ کہ وہ سوامی صاحب کے اپنے نقل کردہ ترجمہ سے ہی کوئی ایسا لفظ بتلادے جس میں پتھر سے "اونٹنی" کا نکلنا ظاہر ہو۔

سمجھ میں نہیں آتا۔ جب اصل متن یا اس کے ترجمہ میں ایسا کوئی لفظ ہی نہیں۔ جس میں پتھر سے اونٹنی کی پیدائش لکھی ہو۔ تو ایسی حالت میں از خود ایک غلط بات فرض کرکے اس پر اعتراض جانا۔ محقق اور پھر نیک نیت

محقق کے کس طرح شایانِ شان ہو سکتا ہے۔

جس حالت میں کہ قرآن کریم میں کہیں بھی پتھر سے اونٹنی کا پیدا ہونا نہیں لکھا۔ تو سوامی جی مہاراج کا اسے قرآن کریم کی طرف منسوب کر کے زبان طعن دراز کرنا۔ اور بغیر غور اور فکر سے کام لئے خدائے تعالےٰ کے پاک کلام کو "بے معنی باتیں" کہنا انہیں کس طرح زیب دیتا تھا۔

سوامی جی نے چودہویں باب کے دیباچہ میں آپ ہی لکھا:۔

"جو یہ چودھواں باب مسلمانوں کے مذہب کی بابت لکھا ہے۔ وہ صرف قرآن کے رُو سے لکھا گیا ہے۔ کسی اور کتاب کے عقائد کے رو سے نہیں۔ کیونکہ مسلمان قرآن پر ہی پورا اعتقاد رکھتے ہیں۔" الخ

(ستیارتھ پرکاش صفحہ ۵۶۳)

لیکن آگے چل کر اپنے ہی لکھے کے خلاف ایسی باتوں پر اعتراض کرنا جن کا قرآن پاک میں قطعاً کوئی ذکر نہیں۔ ایک صادق العہد محقق کی شان کے ہرگز شایاں نہیں۔ مگر چونکہ انہوں نے ایسا کیا۔ اس لئے انہیں محقق کا خطاب دینا قطعاً درست نہیں۔ اور نہ ہی ان کی تصنیف کے متعلق یہ کہنا صحیح ہے۔ کہ اس میں صداقت کی مہریں ہیں۔" جنہیں "کوئی انسانی طاقت توڑ نہیں سکتی"؟

فضل حسین احمدی مہاجر قادیان

---

## مرقع کا لاجواب سالانہ نمبر

مرقع جنوری ۱۹۲۰ء سے جاری ہے۔ اس عرصہ میں اس نے ملک کے گوشہ گوشہ سے خراج تحسین و آفرین حاصل کر لیا ہے۔ اس کی امتیازی خصوصیت جو ہندوستان کے دیگر ادبی رسائل سے اسے ممتاز کرتی ہے۔ صحت زبان ہے۔ جو ایک رسالہ کی عمدگی کا انتہا معیار ہے۔

مرقع کی دوسری خصوصیت اس کا ماہ بماہ بالالتزام اساتذہ اردو کے دست و قلم کی لکھی ہوئی تحریروں کے عکس و نمونہ کا شائع کرنا ہے۔

**مضمون نگاروں اور شعرا کی فہرست میں**

ہندوستان کے قریباً تمام مشاہیر شعراء و ادیب کے نام گنائے جا سکتے ہیں

**یہ سالانہ نمبر "خالص افسانہ نمبر" ہوگا**

چنانچہ ہم نے ابھی سے اس کا انتظام شروع کر دیا ہے۔ اور کوشش کی جا رہی ہے۔ کہ ملک کے بہترین فسانہ نگاروں کے بہترین فسانے شائع کئے جائیں۔ اس نمبر کی قیمت ۲/ ہوگی لیکن جو پرانے خریدار سال آئندہ کے خریدار رہیں گے۔ انہیں کوئی مزید قیمت نہ ادا کرنی ہوگی۔ اسی طرح جنوری سے جو صاحب نئے خریدار ہوں گے۔ انہیں مرقع کی سالانہ قیمت یعنی صرف پانچ ہی روپے میں رسالہ ایک سال کیلئے دی ...

---

## وصیتیں

**۲۱۴۳** میں رقیہ خاتون بنت عبدالرحیم خاں پٹھان زوجہ ثانی بابو محمد اسحٰق صاحب لاہور ساکن لاہور کوچہ رحمت راج پورا تحصیل بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ اپنی جائداد متروکہ کے متعلق حسب ذیل وصیت کرتی ہوں۔ (۱) میرے مرنے کے بعد میری کل جائداد (منقولہ ہو یا غیر منقولہ) کے ساتواں حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ (۲) اگر میں اپنی جائداد وصیت کردہ کی قیمت کو اپنی زندگی میں ادا کرنے کی غرض سے کوئی رقم مقبرہ بہشتی کی مد میں ادا کردوں۔ اور رسید حاصل کرلوں تو ایسی رقم کو میرے ترکہ کے ساتواں حصہ کی طرف منسوب کیا جائے۔ (۳) میری موجودہ جائداد یہ ہے۔ کہ ایک حویلی پختہ مالیتی اندازاً آٹھ ہزار روپے محلہ کمیاران دھاروال متصل شوالہ تیجا سنگھ شہر سیالکوٹ مشترکہ حقیقی ہمشیرہ کلاں زبیدہ خاتون احمدی اور مہر دو ہزار روپے جس میں سے بصورت زیورات سوا دو اور جہیز کا زیور ملا کر قریباً ایک ہزار باقی۔ میری تمام جائداد کو بعد منہائی کسی دیگر وصیت کے جو میں کر دوں احکام شرعی کے مطابق میرے پس ماندگان میں تقسیم کر دیا جائے۔ اگر تقسیم ترکہ میں کسی قسم کا تنازعہ پیدا ہو۔ تو اس کا فیصلہ حضرت امیرالمومنین وقت یعنی خلیفۃ المسیح والمہدی قادیان سے کرایا جائے۔ اور اس فیصلہ کو قطعی سمجھا جائے۔ ۲۲ دسمبر ۱۹۲۶ء بروز دو شنبہ کمترین رقیہ خاتون

گواہ شد:۔ شیخ احمد اللہ احمدی ہیڈ کلرک کنٹونمنٹ بورڈ نوشہرہ حال وارد لاہور ۲۲ اپریل ۱۹۲۶ء | العبد رقیہ خاتون احمدی ہمشیرہ زادی۔ شیخ احمد اللہ صاحب امیر جماعت احمدیہ نوشہرہ

گواہ شد:۔ شیخ محمد اسحٰق احمدی کلرک ریلوے آڈٹ آفس این۔ ڈبلیو۔ آر لاہور۔

**۲۶۱۴** میں حاجی احمد ولد سید نظام الدین عمر ۶۰ سال ساکن ہوشیار پور ضلع ہوشیار پور کا ہوں جو کہ بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ اپنی جائداد متروکہ کے متعلق آج بتاریخ ۳۰ اپریل ۱۹۲۶ء کو حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔ میری جائداد گذارہ کے لئے میری پنشن اور دیگر آمدنی مل ملا کر ۵۰ ماہوار ہے۔ میں تا زیست اپنی آمدنی کا ۱/۳ حصہ ماہوار بمد وصیت داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتا رہوں گا۔ میرے مرنے کے بعد اگر میری جائداد ثابت ہو تو اس کے بھی ۱/۳ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ فقط پیر حاجی احمد احمدی موصی بقلم خود

گواہ شد:۔ سید پیر احمد احمدی پسر موصی۔ گواہ شد:۔ سید محمد علی شاہ انسپکٹر انجمن احمدیہ۔

**۲۷۰۵** میں مہر بی بی بنت چوہدری سردار خاں صاحب زمیندار بیوہ ولایت خاں قوم بھٹی عمر ۳۲ سال ساکن بھاکا بھٹیارہ ضلع گوجرانوالہ کی ہوں۔ جو کہ بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ اپنی جائداد متروکہ کے متعلق حسب ذیل وصیت کرتی ہوں۔ میری موجودہ جائداد بصورت زیورات قیمتی ایک ہزار روپیہ ہے۔ اور اس میں ۵۰۰ روپیہ مہر کے بھی شامل ہیں اس کے ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ نیز اگر میری وفات کے بعد کوئی اور مزید جائداد ثابت ہو تو اس کے بھی دسویں حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی اور اگر میں کوئی رقم وصیت کی مد میں داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان کر جاؤں تو ایسی رقم کو حصہ وصیت کردہ سے منہا کر دیا جاوے گا۔ ۸ اکتوبر ۱۹۲۶ء

العبد مہر بی بی موصیہ بقلم خود

گواہ شد:۔ حافظ رحیم بخش احمدی بھاکا بھٹیاں بقلم خود۔

گواہ شد:۔ سردار خاں والد موصیہ بقلم خود

---

## نورجہاں کا سالانہ نمبر

ماہ دسمبر کے آخری ہفتہ میں نورجہاں کا سالانہ نمبر نہایت آب و تاب اور تزک و احتشام کے ساتھ شائع ہوگا۔ اس نمبر کا حجم موجودہ رسالہ سے دگنا ہوگا۔ رسالہ متعدد عکسی رنگین تصاویر سے مزین کیا جائے گا۔ اس نمبر میں فاضل خواتین ہند کی بہترین نظم و نثر اشاعت پذیر ہونگی۔ خریدار بہنوں کی خدمت میں سالانہ نمبر مفت پیش کیا جائیگا۔ اور غیر خریدار بہنوں سے قیمت ایک روپیہ لی جائیگی۔ سالانہ نمبر کی اشاعت سے پہلے پہلے جو بہنیں رسالہ کی خریدار ہو جائیں گی۔ انہیں بھی یہ خاص نمبر مفت ملیگا۔ لیکن باقی سب کو اس نمبر کی قیمت عہ/ ایک روپیہ ادا کرنی ہوگی۔

پس جو بہنیں اس نایاب تحفہ کو مفت حاصل کرنا چاہیں۔ وہ فوراً رسالہ نورجہاں کی خریداری کے لئے ایک سال کا تخفیف شدہ چندہ چار روپے بذریعہ منی آرڈر بھیج دیں۔

رسالہ نورجہاں میں ہمیشہ اخلاقی نصیحت آموز۔ نتیجہ خیز عبرت انگیز اور دلچسپ فسانے شائع ہونے کے علاوہ خواتین ہند کا پاکیزہ اور بلند پایہ کلام بھی چھپتا رہتا ہے۔ سالانہ چندہ کلعہ/ روپیہ۔ قیمت سالانہ نمبر عہ/۔ منیجر رسالہ نورجہاں امرتسر

استہارات

# کان کی تمام بیماریوں

پیٹ بہراپن۔ کم سننے۔ کان بچوں یا بڑوں کے بہنے بھاری پن دردودم۔ زخم خشکی۔ کھجلی آوازیں ہونے وغیرہ پر صفحۂ دنیا پر شرطیہ اکسیر دوا حکیم طبیب اینڈ سنز پیلی بھیت کا روغن کرامات ہے جس پر ہزارہا انگریز اور ڈاکٹر تک لٹو ہیں۔ بصرہ۔ بغداد۔ سادتھ۔ افریقہ وغیرہ تک جس کی خاص شہرت ہے۔ فی شیشی یک روپیہ چار آنے (عہ) ملک ہندمیں تین شیشی طلب کرنے پر محصولڈاک معاف دھوکہ بازوں سے ہوشیار اپنا پورا پتہ صاف لکھیئے۔ ہمارا پتہ یہ ہے:۔

**بہراپن کی دوا طبیب اینڈ سنز پیلی بھیت۔ یو۔ پی**

# بے اولادوں کو اولاد!

پنجاب کے مختلف مقامات مثلاً سیالکوٹ۔ گوجرانوالہ۔ جالندھر۔ بھیرہ۔ بالیر کوٹلہ لدھیانہ۔ قادیان وغیرہ میں والدہ صاحبہ نے بیسیوں بے اولاد عورتوں کا علاج کیا ہے۔ چنانچہ وہ عورتیں جو کئی کئی سال سے بے اولاد تھیں والدہ صاحبہ کے علاج سے آج کئی کئی بچوں کی مائیں ہیں۔ لہٰذا اگر آپ اولاد کی خواہشمند ہیں۔ تو ایک دفعہ ضرور آزمائش کریں۔ قیمت فی بکس صرف للعہ علاوہ محصولڈاک (نوٹ) آرڈر دیتے وقت مفصل حالات تحریر فرمادیں جو کہ پوشیدہ رکھے جائیں گے۔ سید خواجہ علی قادیان ضلع گورداسپور پنجاب

# بار بار کے تجربہ کے بعد لوگ کیا فرماتے ہیں

"آپکی "عرق طحال" دو دفعہ منگائی۔ خدا کے فضل سے بڑی فائدہ مند ثابت ہوئی۔ براہ عنایت دو شیشی اور روانہ کریں"!

(امیر حسین۔ غوث محمد صاحب) از شوہرہ اودھ)

"آپکی "دوائی تلی" ہمیشہ فائدہ دیتی رہی ہے۔ اور میں جس جگہ ہوتا رہا ہوں۔ منگاتا رہا ہوں۔ دو عدد شیشی اور روانہ کریں"!

(مستری محمد الدین صاحب) از لاڑکانہ)

"جو دو شیشیاں "عرق طحال" کی منگوائی تھیں۔ مجھ کو بہت فائدہ کیا۔ دو شیشیاں اور روانہ کردیں"!

(سید ابن حسن صاحب) از بجنور)

"میں نے آپکی دوائی "عرق تاپ تلی" کئی اشخاص پر آزمائی اللہ کے فضل سے سب کو صحت ہوگئی۔ واقعی آپکی دوائی اکسیر ہے"!

[جناب شیخ محمد حسین صاحب) سب جج چونیاں]

غیر یقینی دواؤں کے بجائے آزمائی ہوئی مجرب دوائی سے فائدہ اٹھادیں۔ قیمت فی شیشی (عہ) تین شیشی (ﷲ) محصولڈاک بذمہ خریدار

ملنے کا پتہ۔ حافظ غلام رسول میڈیکل ہال نمبر ۱ وزیر آباد پنجاب

# زندگی کی بہار۔ صحت بیمار

پیارے ناظرین آجکل دنیا میں دوا فروشوں کی کمی نہیں ہے براہ مہربانی ہماری غریب ایجنسی سے بھی کچھ چیزیں منگا کر ملاحظہ فرمائیں پسند نہ آنے پر ایجنسی کو واپس کرسکتے ہیں۔

| میرا چینی درجہ اول | فی تولہ | ۶؍ | میرا درجہ دوم | فی تولہ | عہ |
|---|---|---|---|---|---|
| جدوار خطائی | " | یک روپیہ ۶؍ | ست سلاجیت گلگتی | " | ۸؍ |
| زعفران کشمیری خالص | " | ۱۲؍ | زیرہ سیاہ | فی سیر | [illegible] |
| بہیدانہ عمدہ | فی سیر | للعہ | گل بنفشہ عرقی | " | [illegible] |
| چھلکا اخروٹ سبز | " | ۸؍ | اجوائن خراسانی | " | ۶؍ |
| " " خشک | " | عہ | گل بنفشہ خالص | " | ۵؍ |
| مغز اخروٹ سفید | " | ۸؍ | مغز بادام شیریں | " | للعہ |
| سنبل الطیب یعنی بالچھڑ | " | عہ | " " تلخ | " | ۵؍ |

علاوہ ازیں بہت سی چیزیں ایجنسی سے مل سکتی ہیں۔ تفصیل مندرجہ بالا اشیاء بذریعہ وی۔ پی۔ پارسل روانہ خدمت ہونگی۔ محصولڈاک علاوہ ہوگا۔ تاجران کیلئے خاص رعایت فہرست مختصر مفت۔

المشتہر

محمد نصر اللہ خان احمدی منیجر کشمیر مسلم ایجنسی بارہمولہ کشمیر

# موقعہ کی زمین

محلہ دارالفضل شرقی متصل کوٹھی حضرت میاں شریف احمد صاحب نئی آبادی کے اندر ایک کنال زمین فروخت ہوتی ہے۔ خط وکتابت تصفیہ نرخ بنام ا۔ب معرفت اکمل قادیان

# تحائف پشاور
## مشہدی لنگیاں اور پشاوری کلاہ

ہر قسم کی چھوٹی بڑی مشہدی و پشاوری لنگیاں۔ مشہدی رومال لیڈی سوٹ کے مشہدی قنادیز کلاہ پشاوری و بخاری ارزاں قیمت پر ذیل کے پتہ سے طلب فرمادیں۔ مال پسند نہ آنے پر محصولڈاک کاٹ کر قیمت واپس دی جاویگی۔ یا اس کے بدلے حسب منشاء خریدار کو دوسری چیز دیجائے گی

المشتہر

میاں محمد غلام حیدر احمدی جنرل مرچنٹ بازار کریم پورہ پشاور شہر

# زرعی آلات و دیگر مشینری

بٹالہ کی مشہور و معروف چارہ کترنے کی مشین (ٹوکے) آہنی رہٹ انگریزی ہل۔ بیلنے جات ٹیوب ویلز۔ خراس بیل چکیاں۔ سیویاں او بادام روغن نکالنے کی مشینیں منگانے کیلئے ہماری باتصویر فہرست مفت طلب فرمایئے۔

ایم عبد الرشید اینڈ سنز جنرل سپلائرز احمدیہ بلڈنگ بٹالہ پنجاب

# موتی سرمہ کی دھوم مچ گئی

**ہمیشہ موتی سرمہ ہی استعمال کرو۔ جو جملہ امراض چشم کیلئے اکسیر ہے۔**

جناب ملک مولا بخش صاحب کلارک آف کورٹ جھنگ سے لکھتے ہیں "کہ پچھلے سال میرے لڑکے کی آنکھوں کو بوجہ ککروں کے سخت تکلیف تھی۔ مدرسے جاتا۔ تو واپس آجاتا۔ کہ آنکھیں درد کرتی ہیں۔ ایک دوست ڈاکٹر نے اُسے عینک تجویز کردی تھی۔ اس سے بھی اُسے فائدہ نہ ہوا۔ دوسرے ڈاکٹر صاحب نے تجویز فرمایا۔ کہ بجلی سے ککرے جلانے پڑیں گے۔ اس ارادہ کی تکمیل کا خیال ہی تھا۔ کہ میر محمد اسحاق صاحب کے سارٹیفکیٹ کی وجہ سے جو درج اخبار ہوا تھا۔ میرا خیال ہوا۔ کہ آپ کا موتی سرمہ بھی استعمال کرواکر دیکھ لوں۔ چنانچہ ایک شیشی آپ سے منگوائی گئی۔ اس کے چند ہی روز کے استعمال سے تکلیف رفع ہوگئی۔ اب وہ بغیر عینک کے باقاعدہ پڑھتا ہے۔ اور اب بفضل خدا اس کی آنکھیں بالکل تندرست ہیں اور میں آپ کا تہ دل سے شکریہ ادا کرتا ہوں"

قیمت فی تولہ صرف دو روپے آٹھ آنے (عـہ) محصول ڈاک علاوہ

ملنے کا پتہ

منیجر نور اینڈ سنز نور بلڈنگ قادیان ضلع گورداسپور پنجاب

# ہندوستان کی خبریں

—— لاہور ۱۱ر نومبر۔ سید حبیب مالک روزنامہ سیاست بھی گرفتار کر لئے گئے۔ معلوم ہوا ہے۔ کہ آپ کی گرفتاری زیر دفعہ ۱۲۴ تعزیرات ہند عمل میں آئی ہے۔ اور اسی مضمون کے سلسلے میں ہے۔ جو ان کے بھائی سید عنایت شاہ کی گرفتاری کا سبب ہوا ✢

—— مجلس وضع قوانین پنجاب کے آئندہ اجلاس میں چوہدری افضل الحق یہ قرارداد پیش کریں گے۔

"یہ کونسل گورنر سے سفارش کرتی ہے۔ کہ کونسل کے غیر سرکاری ارکان کی ایک مجلس مقرر کی جائے۔ جو نظم و نسق اور انتظامی معاملات کے سلسلہ میں مسٹر اوگلوی ڈپٹی کمشنر لاہور کے رویہ کی تحقیقات کرے۔"

—— لاہور ۱۱۔ نومبر۔ ۱۳ر نومبر کا بلیٹنم ضبط کر لیا گیا۔ اور پولیس اس تاریخ کے تمام پرچوں کو اپنے ساتھ لے گئی۔ اس پرچہ میں ایک نظم شائع کی گئی تھی۔ جس کا عنوان "شردھی کا ڈنڈا" تھا۔ اور جو اخبار آریہ ویر سے نقل کی گئی تھی۔

—— کلکتہ ۔ ار نومبر۔ ایسوسی ایٹڈ پریس کو معلوم ہوا ہے کہ ڈی سی گوسوامی سوراجی رکن اسمبلی نے اسمبلی کے آئندہ اجلاس میں حسب ذیل قرارداد پیش کرنے کا نوٹس دیا ہے۔

"یہ اسمبلی گورنر جنرل باجلاس کونسل سے ملک معظم کی گورنمنٹ کو یہ اطلاع دینے کی سفارش کرتی ہے۔ کہ وہ اسمبلی اس پارلیمنٹری کمیشن پر بالکل اعتماد نہیں رکھتی۔ جو آئین ہند پر نظر ثانی کرنے کیلئے مقرر کیا گیا ہے۔ اور ان خیالات پر بدستور قائم ہے۔ جو سابقہ اسمبلی نے ۸ر ستمبر ۱۹۲۵ء کو منظور کی تھی۔ اور جو اس کے متعلق تھی۔ کہ ہندوستان کی ذمہ دار حکومت کی طرف کس طریق سے پیش قدمی کرے ✢

—— جدید دہلی۔ پشاور سے اطلاع موصول ہوئی ہے کہ ۷ر نومبر کو یہاں گورنمنٹ ہاؤس میں جلا وطن ہندوؤں اور سکھوں کے نمائندوں اور شنواری کے اکابر کے مابین جو مفاہمت ہوئی۔ اس کا یہ نتیجہ ہوا۔ کہ جلا وطن ہندو اور سکھ اپنے وطن لنڈی کوتل میں واپس آ رہے ہیں۔

—— دہلی ۱۰ نومبر۔ علیگڈھ یونیورسٹی کے معاملات کی تحقیقات کے لئے جو کمیٹی بیٹھی تھی۔ اس نے اپنا کام ختم کر دیا ہے۔ اور سر جارج انڈرسن ایک ممبر مع اپنی لیڈی صاحبہ کے انگلستان جانے کے لئے بمبئی روانہ ہو گئے ✢

—— لاہور ۱۳ر نومبر۔ پنجاب مسلم لیگ کی کونسل کا اجلاس میاں سر محمد شفیع کے مکان پر ۱۱ بجے منعقد ہوا۔ جناب صدر نے مندرجہ ذیل قرارداد پیش کی۔ "پنجاب پراونشل مسلم لیگ کی کونسل کا یہ اجلاس بعد غور و فکر کے یہ رائے ظاہر کرتا ہے کہ بحالات موجودہ کمیشن کا مقاطعہ ملک کے مفاد کے لئے علی العموم اور مسلمانوں کے مفاد کے لئے علی الخصوص نقصان رساں ہوگا اس کے ساتھ ہی یہ اجلاس ہندو اور مسلم راہنماؤں سے مطالبہ کرتا ہے۔ کہ وہ بھائیوں بھائیوں کے ان مناقشات کو ختم کرنے کے لئے فوری تدابیر اختیار کریں۔ جو گذشتہ تین چار سال سے ہندوستان کے اندرونی حالات کا نہایت ناخوشگوار پہلو چلے آ رہے ہیں۔ اور مختلف قوموں کے سیاسی حقوق کے متعلق ایک دوستانہ مفاہمت کر کے موجودہ تباہ کن جھگڑوں کی جڑ کاٹ دیں۔ اس کے بعد سلطنت برطانیہ کے ماتحت ذمہ دار حکومت کی طرف ہندوستان کی آئینی ترقی کو تقویت پہونچانے کیلئے متحدہ طریق پر عمل پیرا ہو جائیں"۔

چوبیس ارکان نے اس کے حق میں رائیں دیں اور چار اس کے خلاف تھے۔ چنانچہ قرارداد منظور ہو گئی۔

—— دہلی ۱۳ر نومبر۔ اطلاع ملی ہے۔ کہ آج صبح سنٹرل جیل کے باہر کچھ مسلمان جمع ہو گئے۔ مگر حکام جیل نے انہیں مطلع کیا۔ کہ عبدالرشید کو تاحال پھانسی نہیں دی گئی۔ ان لوگوں کو منتشر کرنے کے لئے پولیس کی کمک طلب کرنی پڑی ✢

—— لکھنؤ ۔ ار نومبر آج سر جان سٹورٹ چیف جج اور مسٹر جسٹس رضا کے بنچ میں ایک عورت ... قتل کے مقدمہ کی اپیل پیش ہوئی۔ ملزم نے اپنی حقیقی ماں کو کلہاڑی سے ... ٹکڑے ٹکڑے کر دیا تھا۔

واقعہ یہ ہے کہ چھنگی نام ایک نوجوان ہندو پر ... ناجائز تعلق رکھنے کا الزام لگایا گیا۔ لڑکی کا نام کلوا ہے۔ کلوا کے باپ کو جب اپنے بھائی کی بے ایمانی کا حال معلوم ہوا۔ تو لڑکی کو اپنے خاوند کے ہاں بھجوا دیا۔ یہ سنکر چھنگی آگ بگولہ ہو گیا اور اپنی ماں کو برا بھلا کہا۔ بھائی نے پاگل سمجھکر اسے ایک کمرہ میں بند کر دیا۔ چھنگی دروازہ توڑ کر باہر نکل آیا۔ اور کلہاڑی لیکر ماں کا سر کاٹ دیا۔ اور لاش کو ٹکڑے ٹکڑے کر کے ایک طرف ڈال دیا۔ سیشن جج فیض آباد نے ملزم کے شباب کا لحاظ کر کے اسے حبس دوام بعبور دریائے شور کی سزا دی تھی۔ چیف کورٹ نے بھی عدالت سیشن کا فیصلہ بحال رکھا۔ اور اپیل مسترد کر دی۔

—— لاہور ۱۳۔ نومبر۔ معلوم ہوا ہے۔ کہ لاہور اور امرتسر کے درمیان ہر روز چار سو لاریاں چلتی ہیں۔ جس کی وجہ سے ریلوے کمپنی کو سخت نقصان ہو رہا ہے۔ یہ بھی معلوم ہوا ہے کہ وزیر آباد اور سیالکوٹ کے درمیان لاریوں کے چلنے کی وجہ سے اس سیکشن پر ریلوے کو ایک ہزار روپیہ روزانہ کا نقصان ہو رہا ہے ✢

# ممالک غیر کی خبریں

—— مشہور امریکن ہوا باز کرنیل لنڈبرگ کے کارنامے سے دنیا خوب واقف ہو چکی ہے۔ جس نے پچھلے دنوں ہوائی جہاز میں بحر اوقیانوس کو عبور کیا تھا۔ اس کارنامے کے بعد نوجوان لنڈبرگ کے آوازے سے ساری دنیا گونج اٹھی۔ تازہ ترین ولایتی ڈاک سے معلوم ہوا ہے۔ کہ ۱۲ر مئی سے لے کر ۱۷ر جون تک لنڈبرگ کو مبارک باد وغیرہ کے جو خطوط موصول ہوئے ان کی تعداد کم و بیش پینتیس لاکھ تھی۔ اس کے علاوہ ایک لاکھ تار اور چودہ ہزار پارسل اس کے نام آئے انسانیت کی ساری تاریخ میں کسی شخص کے نام آج تک اتنے خطوط اور تار اور پارسل نہیں آئے ✢

—— امریکہ کے سائنس دانوں نے یہ ثابت کرنیکا تہیہ کر لیا ہے۔ کہ کیچڑ میں دولت کے انبار پنہاں ہیں اور سمندر کے کنارے پر جو ریت جمع ہوا کرتی ہے۔ اس سے بھی بہت سی دولت حاصل ہو سکتی ہے۔ چنانچہ سائنس دانوں کا ایک گروہ سمندر کی تہ سے کیچڑ لے کر اس سے تیل نکال رہے ہیں۔ اور یہ تیل اصلی تیل سے کسی صورت میں بھی کم نہیں ہے۔ دنیا کے اندر تیل چونکہ کم ہو رہا ہے۔ اس لئے ان ڈاکٹروں کا خیال ہے کہ سمندر کی تہ سے اس قدر تیل حاصل ہو جائے گا۔ کہ جس سے تیل کے کم ہو جانے کا فکر جاتا رہیگا ✢

—— لنڈن ۹ر نومبر۔ ... وزیر ... نے سوالات کا جواب دیتے ہوئے کہا۔ گورنمنٹ ہند اور گورنمنٹ بنگال کی پالیسی جس کو وزیر ہند نے بھی منظور فرمایا ہے۔ وہی ہے۔ کہ جہاں گورنمنٹ کو نقص امن کا اندیشہ نہ ہو۔ وہاں وہ بنگالی اسیران کو رہا کر دیتی ہے اور یہ بیان کہ وائسرائے ہند یا مرکزی گورنمنٹ ان اسیران کی عام رہائی کے خلاف نہیں۔ بلکہ بنگالی گورنمنٹ خلاف ہے۔ سراسر غلط ہے ✢

—— لنڈن ۹ر نومبر مسٹر بالڈون وزیر اعظم نے اپنی تقریر میں کہا۔ گورنمنٹ نے یہ فیصلہ کیا ہے۔ کہ تحقیقات شروع کرنے کا اب موقعہ آ گیا ہے۔ اس دفعہ متنازعہ سوالات پر بحث کی ضرورت نہیں۔ میں یہ بتلا دوں کہ یہ کمیشن عام کمیشن نہیں ہے۔ پارلیمنٹ کے دونو ہاؤسوں کو کمیشن کے ممبران کے متعلق منظوری دینے کا موقعہ ملیگا۔ ہندوستانیوں کو کمیشن میں اس لئے شامل نہیں کیا گیا۔ تاکہ بہترین ہندوستانی اپنی غور کردہ رائیں کمیشن کے سامنے پیش کر سکیں ✢

(... نے ضیاء الاسلام پریس قادیان میں چھاپ کر مالکان کے لئے قادیان سے شائع کیا۔)